اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / گیارواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 6رفروری 2025ء بمطابق ۷رشعبان المعظم ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	10
3	وقفہ سوالات۔	16
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	27
5	رخصت کی درخواستیں۔	32
6	قرارداد نمبر 36۔	36

جلد 11 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 6 رفروری 2025ء بمطابق ۷ رشعبان المعظم ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **اَز** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ سکتۃ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا

شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ

اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ مَّا کِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ

﴿پارہ نمبر۱۵ سورۃ الکھف آیات نمبر ۱ تا ۳﴾

ترجمہ: تمام خوبیاں اُس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے خاص بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اِس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔ بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہوگا ڈرائے اور اُن اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری دے کہ اُن کو اچھا اجر ملے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔اور ڈرسُناوے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ. اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

جی وقفہ سوالات۔

میر محمد یونس عزیز زہری (قائدحزب اختلاف): میڈم اسپیکر! مَیں اگر کچھ بات کرلوں پھر اُسکے بعد پھر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی یونس زہری صاحب۔

قائدحزب اختلاف: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! ہم اگر شروع کریں تو کہاں سے کریں کیا کریں کیونکہ ایک سال ہم لوگوں کو ہونے والا ہے۔ ایک سال میں جو گورنمنٹ کی کارکردگی رہی ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ اس کو آپ لوگ سامنے لے کے آجائیں۔ اور House of all کی میٹنگ آپ لوگوں نے کبھی نہیں بلائی کہ یہاں کوئی debate ہو کہ ایجوکیشن کی کیا پوزیشن ہے، ہیلتھ کی کیا پوزیشن ہے اور امن وامان کی پوزیشن کیا ہے۔ کیونکہ ہم سب کو اِس پرتشویش لگی ہوئی ہے۔ اور جتنے بھی محکمے ہیں ان سب پر بات بھی کرنی ہے لیکن آپ لوگوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی ہے ایک سال پورا ہوگیا ہے۔ ایک سال میں گورنمنٹ کی کیا کارکردگی ہوئی ہے۔ میڈم اسپیکر! مَیں آپ سے یہ کہوں کہ مَیں اپنے دوستوں کے ساتھ مَیں اپنے حلقے سے جتنی بھی مداخلت میرے حلقے میں ہورہی ہے، مَیں کہتا ہوں کہ ایجوکیشن کو دیکھا جائے، ہیلتھ ہو، ایجوکیشن ہو یا دوسرے محکمے ہوں، مجھے نہیں پتہ کہ میرے وہاں ڈی ایچ او کون ہے۔ مَیں آپ سے حلفیہ کہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے ڈی ایچ او کی شکل آج تک نہیں دیکھی ہے کہ وہاں ہیلتھ آفیسر کون ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایجوکیشن کے بارے میں مَیں نے in-written میڈم کو دے دیئے کہ ایجوکیشن کے آپ کے آفیسرز اس طرح کی کرپشن کررہے ہیں، وہ SBK کے ٹیچروں سے چھ چھ ہزار روپے وہ لے رہے ہیں، وہ کس کے لئے لے رہے ہیں مَیں نے in-written دے دیا اور بندوں کو بھی حاضر کردیا ہے۔ ان پر بھی آج ایک مہینہ سے زیادہ گزر گیا ہے ان کا کوئی جواب ہمارے پاس نہیں آیا ہے اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں جھالاوان میڈیکل کالج کے لئے منسٹر صاحبان آئے تھے وہاں اور اُنہوں نے سب کچھ دیکھا اور اُس کے بعد اُس کے خلاف اُنہوں نے اگر کوئی رپورٹ انہوں نے بنائی وہ آج تک تین مہینے سے زیادہ ہوگئے ہیں وہ open نہیں ہوگیا کہ جی اُنہوں نے کیا کیا کہاں اُسکو چُھپا دیا، کیا کیا اور کیا نہیں کیا۔ اور اسی طرح دوسرے ڈیپارٹمنٹس ہیں، ایگریکلچر کو آپ لے لیں ایک بلڈوزر بھی ہمارے ضلع میں نہیں ہے۔ کسی کے حلقے میں نہیں ہے۔ ان کے پاس کہاں جاتے ہیں اربوں روپے آپ کے ایگریکلچر میں ریلیز ہوگئے ہیں۔ یہ پیسے کہاں گئے ہیں کس کے پاس گئے ہیں؟ گورنمنٹ اپنی کارکردگی کو ذرا ہمیں بتا دے۔ میرے ضلع میں مجھے نہیں پتہ ایک دن میں تین آرڈر ہوگئے۔ صبح ایک آرڈر ہوگیا ایکسیئن کا دوپہر میں دوسرا اور شام کو تیسرا آرڈر ہوگیا۔ میڈم اسپیکر! یہ کوئی گورنمنٹ ہے۔ گورنمنٹ اپنی صلاحیتوں کو ذرہ دیکھ لے کہ ایک دن میں تین تین آرڈر ہورہے ہیں کس base پر ہورہے

ہیں۔بھتے کے base پر ہو رہے ہیں، پیسوں کے base پر ہو رہے ہیں کیا ہو رہے ہیں؟ امن وامان کی صورتحال تو آپ دیکھ لیں آج بھی خضدار کی روڈ بند ہے۔ یہ ایک مہینہ سے کوئی ایسا دن نہیں گزرا ہے جو مین روڈ آپ کی بند نہیں ہوئی ہے آج پھر صبح سے بند ہے۔لوگوں کا کیا قصور ہے جو travel کر رہے ہیں۔کوئی توجہ دینے والا ہے نہیں۔ میڈم اسپیکر! مَیں نے آئی جی صاحب کو فون کیا خضدار سے ایک مسئلے پر وہاں روڈ بند تھی۔اُس نے فون attend نہیں کیا پھر میں نے اُن کو voice message دے دیا اُس نے پھر بھی فون نہیں کیا۔اُس کے بعد مَیں نے ڈپٹی کمشنر کے آفس سے اُن کو فون کیا۔وہ گواہ ہیں وہ لوگ کہ ملا لو جی آئی جی صاحب کو میرے سے بات کر لیں ایک اہم ایشو ہے اس پر اس کے ساتھ ڈسکس کر لیتے ہیں کیونکہ روڈ دو دن سے بند ہے۔تو اُنہوں نے کہا کہ وہ تو میٹنگ میں ہیں اُنہوں نے کہا کہ مَیں تھوڑی دیر کے بعد بات کرتا ہوں۔مَیں نے آج تک اپنا فون بند نہیں کیا ہے کہ آئی جی صاحب کا فون مجھے کب آئیگا، آج پانچواں چھٹا دن ہے۔ میڈم اسپیکر! اگر اس طرح رویہ ہمارے ساتھ رکھا جا رہا ہے اور مجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ میرے ڈسٹرکٹ میں کیا ہو رہا ہے ابھی ایک ڈپٹی کمشنر آیا، ابھی تک اُس نے حلقے کو نہیں سمجھا ہے، علاقے کو ضلع کو نہیں سمجھا ہے، کہتے ہیں کہ اس کو نکالو دوسرے کو لے کے آجاؤ۔ابھی ایک آفیسر کو کم سے کم اتنا تو چھوڑ دیں وہ اپنا tenure تو پورا کریں وہ علاقے کو پہنچانیں وہ لوگوں کو پہچانیں ہمیں نہیں پتہ کہ ہر ہفتہ میں چینجنگ ہو رہی ہے، ہر ہفتہ میں ایک آفیسر وہ پیسے زیادہ دے کے وہ دوسرے کو لے کے آ رہا ہے وہ تیسرے کو لیکر آ رہا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے میڈم اسپیکر؟ مَیں اپنے دوستوں سے بھی یہ کہوں گا۔ میرے دوستوں کے حلقوں میں بھی یہی پوزیشن ہے اور امن وامان کی بھی یہی پوزیشن ہے آپ اس پر ذرہ debate کر لیں۔آپ House of all کی میٹنگیں بلا لیں یہاں، تاریخ ہمیں دے دیں۔نہیں تو مَیں آج احتجاجاً اِس گورنمنٹ کے خلاف، ان کے رویے کے خلاف وزراء کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں اور مَیں اِس ہاؤس میں نہیں بیٹھتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب! آپ میری بات سن لیں۔آپ ایک منٹ میر یونس زہری صاحب! ایک سیکنڈ آپ میری بات سن لیں۔سر! آپ ایک دفعہ۔لیڈر آف دی اپوزیشن آپ ایک منٹ کیونکہ اُس دن، ایک منٹ اگر ڈاکٹر صاحب۔کیونکہ اُس دن سی ایم صاحب نے کہا ہوا ہے کہ اُنہوں نے اِن کیمرہ سیشن ہونا ہے اب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: کورم پورا نہیں ہے میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کورم ٹوٹ گیا ہے، کورم پورا کرنے کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اجلاس کورم کی نشاندہی کے بعد سہ پہر 03 بجکر 55 منٹ پر دوبارہ شروع ہوا)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی.Leader of the Opposition جی یونس زہری صاحب! ابھی سی ایم صاحب کی

طرف سے confirmation آ گئی ہے کہ Monday کو اِنشاءاللہ in-camera session ہوگا اور پہلا جس topic پر بات کی جائے گی، وہ ہے law and order situation پر۔ اُس میں تمام سیکرٹریز، آئی جی صاحب، یہ تمام لوگ یہاں موجود ہوں گے اور اُسکو whole of the community بھی ہم پورا declare کریں گے۔ یہ وہاں سی ایم صاحب کی طرف سے یہ آ گیا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! کوئی چار پانچ دن قبل ایک بڑا افسوسناک اور دردناک واقعہ پیش آیا دَرہ بن کے علاقے میں، میڈم! ہمارے پانچ لیویز اہلکار جن کا تعلق خانوزئی سے تھا، کوئی ٹرک غالباً گم ہوا تھا، کوئی چوری ہوئی تھی۔ اُس کے تعاقب کے لیے اور اُس کی برآمدگی کے لیے وہ ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف گئے تھے۔ جن میں میڈم اسپیکر! نور احمد کاکڑ صاحب جو نائب رسالدار تھے، رشید زمان صاحب، بلال احمد صاحب، داؤد خان صاحب، گل زاہد خان صاحب تھے۔ یہ پانچ افراد اِس واقعہ میں شہید ہوئے ہیں۔ جناب میڈم اسپیکر صاحبہ! بات یہ ہے کہ ابھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں گے کل کریں گے پرسوں کریں گے لیکن جو ابھی اپوزیشن لیڈر صاحب نے جس لاء اینڈ آرڈر کی بات کی ہے تقریباً تمام اضلاع میں یہ situation چل رہی ہے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! بات یہ ہے کہ تین لیویز اہلکار ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں جا رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے اور وہ اُس صوبے میں جاتے ہیں ایک ٹرک کے تعاقب میں وہاں اُن پر فائرنگ ہوتی ہے اس کے بعد اُس گاڑی کو آگ لگائی جاتی ہے۔ اُس کے بعد انتظامیہ حرکت میں آتی ہے کہ جی ہمیں تو معلوم نہیں تھا کہ یہ لیویز اہلکار کس کے کہنے پر گئے تھے کس سے پوچھ کر گئے تھے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اِتنا بڑا واقعہ کہ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں لیویز اہلکاروں کا جانا، سیکورٹی فورسز کا جانا اور آگے سے ہمیں یہ اطلاع ملتی ہے'' کہ جی میرے علم میں نہیں ہے''۔ اِتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جس میں پانچ اہلکار خانوزئی کے سپاہی شہید ہوئے ہیں۔ جس میں ایک رسالدر ہے تین سپاہی ہیں ایک ڈرائیور ہے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ بتایا جائے کہ اِس کی responsibility کس کی ہے؟ آیا ہوم سیکرٹری یہاں جوابدہ ہے؟ آیا کمشنر جوابدہ ہے؟ آیا ڈپٹی کمشنر جوابدہ ہے؟ اِتنا بڑا واقعہ ہوا ہے، اِتنا بڑا ظلم ہوا ہے، اِتنی بڑی زیادتی ہوئی ہے، اتنی بڑی بربریت ہوئی ہے کہ پہلے اُن کو گولی مار کر سے شہید کیا گیا بعد میں اُن کی گاڑی کو جلایا گیا۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ مجھے حکومتِ وقت بتائے کہ کیا آپ نے انکوائری کی؟ کیا آپ نے اِس پر نوٹس لیا؟ کیا آپ نے تحقیقات کی ہے کہ اِتنا بڑا واقعہ کون ذمہ دار ہے؟ پشین ڈسٹرکٹ جو ساڑھے بارہ تیرہ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے میڈم اسپیکر صاحبہ! آپ مجھے بتائیں کہ اِس کی responsibility کون لے گا؟ کیا حکومتی ارکان، کوئی وزراء اس کی کوئی جواب دینے کو تیار ہے؟ میڈم اسپیکر صاحبہ! روز کبھی مستونگ کی روڈ بند ہوتی ہے، کبھی یہاں خضدار روڈ بند ہوتی ہے، کبھی ایسے واقعات ہوتے ہیں میڈم اسپیکر صاحبہ! حکومت حرکت میں آئے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بالکل آپ کا پوائنٹ نوٹ کیا گیا ہے اور اِسی وجہ سے Monday کو law and order situation پر fully بات ہوگی۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! یہ دیکھئے اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے میڈم! مجھے حکومتی ارکان میں سے کوئی بھی شخص بتائے کہ اِس کی انکوائری کسی نے کی ہے؟ کوئی انکوائری رپورٹ طلب ہوئی ہے؟ کیا اِس پر پھر کوئی پوچھا گیا ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اِس چیز کے اُوپر اُس دن Monday کو ہم بیٹھ کر discussion کریں۔ آپ تمام، جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ! اِس طرح کہ اگر ہم اِسی فلور پر بیٹھ کر اِس طرح کے واقعات کی نشاندہی ہم نہیں کریں گے، ہم اِس پر بات نہیں کریں گے تو مزید حالات ہمیں خراب ہوتے نظر آئیں گے، ہمیں سدھرتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے میڈم اسپیکر صاحبہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نہیں، آپ کی بات بالکل نوٹ کی گئی ہے اور واقعی بھی یہ سب کے لیے ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ صرف آپ کے لیے نہیں پورے بلوچستان کے لیے ہے۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم سوچنے کی بات ہے کہ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں ایک لیویز اہلکار جا رہا ہے اور وہ انتظامیہ کہہ رہی ہے ''کہ مجھے علم ہی نہیں ہے''۔ جب آپ کو علم نہیں تو پھر آپ کرسی چھوڑ دیں۔ پھر آپ کہیں اور جا کر جاب کریں۔ اِتنا بڑا failure اور جس میں پانچ لوگوں کی جانیں گئی ہیں شہادتیں ہوئی ہیں اور اُن کو اتنی بیدردی سے شہید کیا گیا ہے میڈم اسپیکر صاحبہ! کہ جس کی تاریخ میں مثال ہی نہیں ملتی۔ پہلے اُنہیں فائر کر کے قتل کیا گیا پھر اُس گاڑی کو جلایا گیا میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ بہت بڑا واقعہ ہے اِس پر یہاں کم از کم بات ہونی چاہیے۔ اِس پر debate ہونی چاہیے۔ اور جو لوگ اِس میں ذمہ دار ہیں جن کی responsibility ملتی ہے اُن کو سزا ہونی چاہیے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اِس طرح خاموشی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہونے والا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اِنشاء اللہ Monday کو کیونکہ پوری اسمبلی کو community of the whole declare کیا جا رہا ہے۔ کُل آپ لوگوں کے اُس میں سارا سیشن بھی ہوگا اُس میں پوری جتنی بھی debates ہیں وہ پورے Monday والے دن اِنشاءاللہ law & order situation پر ہوگا۔ thank you. جی۔ جی۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): یقیناً یہ ایک دلخراش واقعہ تھا اور گورنمنٹ نے بھی، اپوزیشن نے بھی سب نے اِس کی مذمت بھی کی۔ اور حکومت کی طرف سے مَیں اِن کے ساتھ ساری جب dead bodies یہاں لائی گئیں تو مَیں اِن کے ساتھ رات تین چار بجے تک ہسپتال میں خود موجود تھا۔ وہاں پر سی ایم صاحب کے ساتھ

in-coordination تھا اور ایک ہائی لیول کی ہم نے کمیٹی بنائی، investigation committee جو investigate کرے گی اِس پورے scenario کو کہ higher-ups کو پتہ نہیں تھا اِس پورے معاملے کا کہ کس طرح اُنھوں نے لیویز اہلکاروں کو وہاں بھیجا۔اور کس طریقے سے پھر یہ incident ہوا۔اور اِس سلسلے میں ایک جو لیویز رسالدار ہے اُن کا، جو head ہے اُس کو آج معطل بھی کیا گیا ہے till-inquiry۔تو ہم سب یہی چاہتے ہیں کہ اِس کی ایک شفاف انکوائری ہونی چاہیے۔لواحقین کو بھی اُسی دن ہم نے یہی تسلی کروائی کہ اِس کی ایک شفاف انکوائری اِنشاءاللہ ہوگی،اور وہ ہم پبلک کریں گے۔ایک اور مَیں وضاحت کروں ہیلتھ کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کی۔ چونکہ ہیلتھ کا ایک پورا پلان ہے،ایک روڈ میپ ہم نے تیار کیا ہے۔اُس میں ہم overall بتادیں گے جس طرح Monday کو رکھا ہے اُس کے لیے، ڈاکٹر مالک صاحب نے پچھلے اجلاس میں یہ کہا تھا کہ آپ لوگ ہیلتھ پر اور ایجوکیشن پر کہ گورنمنٹ کا کیا reform agenda ہے۔ یا اب تک کیا ہوا ہے۔ جھالاوان میڈیکل کالج کے حوالے سے بھی، مَیں تفصیلی بریفنگ دوں گا کہ گورنمنٹ نے اب تک جھالاوان میڈیکل کالج کے لیے کیا کِیا ہے۔ جھالاوان میڈیکل کالج کا اصل issue کیا تھا،اور گورنمنٹ نے جب سے takeup کیا ہے آنریبل اپوزیشن لیڈر کی اُس پر، جب اُنھوں نے نشاندہی کی اِس چیز کی،اب تک کیا progress ہے اِس حوالے سے مَیں پھر اُس پورے جس دن ہیلتھ پر overall ہاؤس کو ہم breif کریں گے تو مَیں اُس حوالے سے سب چیزیں بتادوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ! میرا یہ مطالبہ ہے بحیثیت MPA پشین، بحیثیت نمائندہ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انکوائری ہم نے conduct کر لی ہے اور انکوائری ہوگی۔ایک رسالدار کو ہم نے معطل بھی کیا ہے۔ یہ رسالدار کے بس کی بات نہیں ہے۔ جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو پہاڑ چھوٹے پر گرتا ہے چاہے وہ رسالدار ہو، چاہے وہ SHO ہو، چاہے وہ DSP ہو۔لیکن بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کا اور اُس کے کمشنر صاحب اِسکے responsible ہیں۔ باقی لوگ اِنکے responsible ہیں۔ ہوم سیکرٹری اِسکا responsible ہے۔ یہ سارے responsible ہیں۔ اب رسالدار کو کیا، رسالدار کے سَر پر ہم نے پہاڑ آکے پھینک دیا۔اور دوسرا میڈم اسپیکر صاحبہ! میرا مطالبہ ہے اِس پر۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ dead bodies آئی ہیں، آپ مجھے بتائیں کہ وہ dead bodies کن conditions میں تھیں۔ یہ آپ اسمبلی فلور پر بتائیں کہ اُن کی condition کیا تھی۔ دوسرا میڈم! یہ ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ within a week یہ انکوائری complete کرکے اسمبلی کے فلور پر لائیں۔اسمبلی کے فلور پر انکوائری لائیں کہ کون کون انکوائری ہیڈ تھا، کس نے انکوائری کی ہے اور انکوائری کہاں تک پہنچی ہے اور اُس میں کیا سزا کیا جزا ملی ہے؟ یہ صرف

ایک لفافی کاغذ، کاغذ لکھ کر کے لفافے میں بند کر کے دے دیا۔ اور اُس کے بعد نہ آپ نے پوچھا نہ مَیں نے پوچھا ہے۔ یہ میرا مطالبہ ہے میڈم! آپ اِسکو ensure کروائیں کہ یہ جوانکوائری ہوگی یہ اسمبلی کے فلور پر table کی جائے گی۔ ہمیں یہاں بتایا جائے کہ یہاں اِس واقعہ میں کس کو سزا ملی ہے کس کو جزا ملی ہے، کون قصوروار تھا کون نہیں تھا؟ اسمبلی فلور پر ہمیں بتایا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔ یہ debate اِنشاء اللہ Monday کو اِسمیں تمام اپنی جو بھی جن کی بھی۔۔۔ (مداخلت)۔ جی؟

وزیر صحت: میڈم اسپیکر! چونکہ اِس واقعہ پر انکوائری چونکہ ہم نے already notify کر چکے ہیں، کمشنر کوئٹہ کی سربراہی میں۔ اور اِس میں ACS Home بھی موجود ہے۔ اور ایک ہفتے کے اندر وہ انکوائری رپورٹ لائیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ان کیمرہ سیشن Monday کو رکھا ہوا ہے۔ Monday کو آپ لوگوں کی جتنی بھی queries ہیں، آپ لوگوں کو جو خدشات ہیں، وہ تمام چیزیں ہم وہاں discuss کریں گے۔ جی۔

سید ظفر علی آغا: مَیں منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں یہاں اِس ایوان میں پشین کا جو واقعہ ہے یہ خانوزئی کا، بالکل، ہمارے جو خانوزئی کے لیویز سپاہی جو جام شہادت نوش کیئے ہیں یہ میں نے نام لکھے ہیں، لیویز اہلکاروں کے، وہ یہاں سے move کر گئے ہیں اور وہ جو انکوائری ہے، وہ اِس صوبے سے دوسرے صوبے میں گئے ہیں۔ یعنی اِس کے معنی یہ ہیں کہ اِس کی انکوائری اُس طرح ہمیں نہیں چاہیے میڈم! جو کاغذی کارروائی ہو۔ اور اُس کو کہ معطل کر دیا ہے اُس کو فلاں کر دیا ہے۔ پشین کی عوام ہم سے سوال کرتی ہے۔ یہ کسی کا لخت جگر تھا میڈم۔ ہر سپاہی اُتنا ہی ہمارے لیے قدر رکھتا ہے یہ چار پانچ جو سپاہی ہیں، یہ کسی کے بچے تھے۔ اِن پانچ شہیدوں نے اپنا لہو اس قوم کے ہمارے آنے والے کل کے لیے قربان کیے ہیں۔ اگر اِس کی انکوئری صحیح نہیں ہو، کل ہم in-camera اس کی رپورٹ نہیں پیش کریں، کمشنر صاحب سے یا۔۔۔ (مداخلت)۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں کے points آ گئے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: دیکھیں مَیں عرض یہ کر رہا ہوں اِس کا پیچھا مَیں نے نہیں چھوڑنا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں کے points اسمبلی میں آ گئے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: بالخصوص مَیں یہ floor of the House پر یہ کہہ رہا ہوں کہ اِس کا پیچھا میں نے نہیں چھوڑنا ہے جب تک اِس کا solid evidence نہ آئے اور اِس پارلیمان میں ہم لوگوں کو in-camera ہو یا وزیر صاحب سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اِن کی رپورٹ پیش کی جائے کہ اِن لوگوں کو کیوں وہاں بھیجا گیا ہے۔ میڈم اسپیکر؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اس session میں اِنشاءاللہ in-camera session ہوگا۔

سیدظفرعلی آغا: اور میں اِس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اُس میں جو بھی سوالات ہیں جو concerned departments ہیں اُن سب کو بلایا جائے گا۔

سیدظفرعلی آغا: میڈم اسپیکر!میں گزارش کرتا ہوں وہ آپ کی بات مجھے سمجھ آ گئی ہے ایک دُعا فرمائیں اِن شہیدوں کے لیے تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

(اِس مرحلے میں دعائے مغفرت کی گئی)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی قائدحزب اختلاف صاحب۔

قائدحزب اختلاف: آپ نے کہا وہ Monday کو دیکھیں گے ایوان میں وہ کریں گے، ابھی آپ کی RCD block ہے اِس کا ذمہ دارکون ہے؟ Monday تک تقریباً اِسی طرح block رہے گا کیا؟ تب تک سی ایم صاحب آ جائے گا ہم اُس پر debate کریں گے کیا ہوگا؟ آپ ذرا پوچھ لیں کہ جی روڈ کیوں بلاک ہے؟ کس وجہ سے بلاک ہے؟ صبح سے روڈ ابھی تک بلاک ہے daily روڈ بلاک ہے۔ چوبیس گھنٹے کو چیز جارہی ہیں، اُن میں خواتین، بچے اور مریض ہیں وہ کہاں جائیں؟ آخروجہ کیا ہے ذرا پوچھ لیں میڈم اسپیکر!۔ابھی بھی روڈ بند ہے آپ پوچھ لیں ذرا کہ روڈ کیوں بند ہے کوئی مجھے بتا سکتا ہے یہاں سے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا point آ گیا۔

قائدحزب اختلاف: کوئی بھی یہاں سے اُٹھ کے بتا دیں کہ یہ روڈ کیوں بند ہے؟ آیا عوام غلط ہیں یا گورنمنٹ غلط ہے؟ کس کی وجہ سے ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا point note کیا ہے۔

قائدحزب اختلاف: اگر لوگوں کے بندوں کو آپ اُٹھا کے لے جاؤ گے اُن کو زندانوں میں بند کرو گے تو لوگ کہاں جائیں گے؟ ابھی روڈ بند کیا ہے کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کیا ہے ظاہر ہے اُن سے پوچھ لینا۔ گورنمنٹ کی طرف سے تو کوئی جواب ہی نہیں ہے اِن کو کوئی پوچھنے والا ہے کہ جی روڈ بند ہے، کیوں بند ہے؟ اِس مہینے میں کتنی دفعہ روڈ بند ہوئی کوئی جواب دے سکتا ہے یہاں سے؟ وزراء تو جہاز میں چلے جاتے ہیں اُن کے لیے سہولتیں ہیں جتنے کا ٹکٹ ہو وہ لے کے چلے جاتے ہیں لیکن غریب لوگ کہاں جائیں؟ وہ اسی روڈ پر سفر کرتے ہیں۔ مریض بھی اِسی روڈ پر سفر کرتے ہیں، لوگ اِسی روڈ پر سفر کرتے ہیں خواتین بھی، ابھی آپ حال دیکھ لیں۔ اور وزراء میں سے کسی کو کوئی وہ نہیں ہے، ابھی ہم Monday کو

debate کریں گے۔Monday تک کیا ہوگا اِن کا؟ آپ مجھے بتادیں کہ Monday تک یہ روڈ بندرہے گی اِسی طرح؟ اُس کے بعد ہم اِس پر debate کرلیں گے جب سی ایم صاحب آجائیں گے جواب دیں گے؟ کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے میڈم اسپیکر! میرا حلقہ ہے مَیں وہاں جا نہیں سکتا ہوں۔ اِسی مہینے میں آپ اِن سے پوچھ لیں کتنی دفعہ خضدار کی روڈ بند ہوگئی ہے؟ وجہ کیا ہے؟ CTD کو اِنہوں نے چھوٹ دے دیا ہے CTD ایک سفید ہاتھی بن گیا ہے وہ اپنی من مانی کررہا ہے۔ پولیس بھتہ خوری پر لگی ہوئی ہے اور میں IG سے بات کرنا چاہتا ہوں وہ میرا فون نہیں اُٹھاتا ہے وہ اِتنا زور اور ہوگیا ہے کہ وہ اسمبلی کے کسی، میں اپوزیشن لیڈر ہوں وہ میرا فون آج تک attend نہیں کررہا ہے نہ وہ بات کرنے کے لیے تیار ہے۔ایسے IG کا میں کیا کروں گا؟ مَیں اُس کے خلاف روڈ پر جاؤں گا کہ IG کو بٹھایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جی یہ کسی ہاؤس سے آیا ہے۔ یہ پتہ نہیں کہاں سے آیا ہے، یہ کس کا بندہ ہے مَیں اُس کو بتادوں گا کہ آپ کس کے بندے ہو۔مَیں نے تین دفعہ فون کیا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے اگر وہ اِدھر اُدھر کرلیں مَیں نے voice بھی کیا ہے اور اُس نے کہا کہ مَیں آپ کو جواب دے دوں گا۔ وہ جواب ہے آج پانچواں دن ہے میں نے فون کھولا رکھا ہے شاید آئی جی صاحب کا فون آجائے، یہ حال ہے اِس کا اور جہاں بھی بھتہ خوری پر آئی جی صاحب کا فون تو فوراً پہنچ جاتا ہے نا کہ کس چیز کے لیے لگائے ہے اِنہوں نے؟ میں حلفیہ کہتا ہوں کسی بھی، آج مجھے بتادیں کہ یہ جو ناکے لگائے ہیں اِس پر کوئی دہشتگرد گرفتار ہوا ہے؟ اِن سے چھالیا چلے جاتے ہیں اِن سے ڈیزل والوں سے یہ لوگ پیسے بٹوررہے ہیں۔ اِن سے منشیات بھی جارہے ہیں اِن کے ناکوں سے۔ اِنہوں نے کون سا آج مجھے بتادیں کہ یہ جو لکپاس پر ایف سی کی چیک پوسٹ ہے اِس پر کتنے دہشتگرد پکڑے گئے ہیں آج تک؟ کوئی بھی ریکارڈ مجھے گورنمنٹ بتادے۔ صرف اور صرف بھتے کے لیے اِن لوگوں نے یہ چیک پوسٹیں لگائی ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں جواب کیا دیتے ہیں کہ یہ لاء اینڈ آرڈر پر تو ہم کوئی بھی وہ نہیں کریں گے۔ یہ کون سا وہ ہے میڈم اسپیکر! ابھی بھی آپ پوچھ لیں ناں اِن سے آج روڈ کیوں بند ہے؟ مجھے کوئی جواب دے دیں، کہ آج خضدار مَیں روڈ کیوں بند ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر صاحب، ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ میڈم اسپیکر! جس طرح اپوزیشن لیڈر صاحب نے اور ہمارے معزز رکن نے بات کی اِس میں تو کوئی دورائے نہیں ہیں کہ سیکورٹی کی صورتحال خراب ہے اور کافی دہشتگردی کے واقعات ہوتے رہے ہیں خضدار میں بھی دوتین واقعات ہوئے ہیں، تربت میں بھی، خاران میں بھی اور جہاں جہاں ہوتی رہی ہیں وہ ہم سب کو معلوم ہے۔ اِس کے پیچھے کافی محرکات ہیں۔ پہلے بھی ہم عرض کرتے رہے ہیں کہ بلوچستان کی جو مخصوص صورتحال بن گئی ہے وہ اِتنا سادہ نہیں ہے۔ اُس کے پیچھے بیرونی عناصر بھی ملوث ہیں۔ یہ تمام issues ایک

دوسرے کے ساتھ interlinked ہیں۔ اگر اس میں ہم ایک issue کو isolation میں دیکھیں گے تو اُس کا جواب پورا نہیں آئے گا تو لہٰذا سی ایم صاحب نے convey کر دیا ہے، Monday کو in-camera تمام معزز اراکین کو بریفنگ دی جائے گی تمام صورتحال سے اُن کو آگاہ کیا جائے گا۔ اور جہاں تک سڑکوں کی بندش کی بات ہے تو سول انتظامیہ اور لواحقین وہ اُن کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کو راضی کیا جائے۔ اگر کہیں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے کسی ادارے نے زیادتی کی ہے تو اُس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے گا۔ اور مَیں اپوزیشن لیڈر صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ کوئی معمولی واقعات نہیں ہو رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ 31 تاریخ کو آپ کے سامنے کوئی 18 ہمارے law enforcement agencies کے لوگ شہید ہوئے۔ تربت میں ایک بہت بڑا واقعہ ہوا اِس طرح زہری میں دن دیہاڑے دہشتگرد آئے اُنہوں نے ایک عجیب صورتحال پیدا کی لیویز تھانے پر حملہ کیا۔ باہر سے کوئی لوگ نہیں آئے تھے وہ کوئی انڈیا سے یا کہیں یورپ سے کوئی بندے نہیں تھے۔ وہ یہیں کے بندے تھے جو اُٹھ کے اُنہوں نے یہ صورتحال کھڑی کی۔ تو اُس حوالے سے law enforcement agencies ہماری جو ایجنسیاں ہیں اُس پر کام کر رہی ہیں۔ اور جو بھی ہوگا، چونکہ یہ ایک open session ہے تو اِسمیں ایسی چیزیں بھی ہمارے سامنے آئی ہیں جن کو ہمیں نمائندگان کو in-camera بتانے کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی بہت سے ہمارے جو law enforcement agencies اور intelligence اِداروں کے جیسے operations ہیں اِن کو کُھل کے اسمبلی میں نہیں بتایا جا سکتا۔ تو مَیں اپوزیشن لیڈر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہم سڑک کھولنے کی پوری کوشش کریں گے، کر رہے ہیں اور اُن کے ساتھ مذاکرات بھی چل رہے ہیں۔ اور جہاں تک دہشتگردی کے واقعات کی بات ہے تو وہ Monday تک صبر کر لیں اور کوشش کریں کہ اپنے تمام ممبران کو ساتھ لے آئیں، جو جو بھی اُنکے ذہنوں میں سوالات ہوں گے اُنکے جواب دیں گے۔ اور جہاں تک اُن کے فون نہ اُٹھانے کی بات ہے تو آئی جی صاحب سے ہم بات کریں گے ہر معزز رکن کی اپنی ایک عزت ہے، اپنی sanctity ہے، وہ public representative ہے بے شک اپوزیشن میں ہو یا حکومت میں۔ اُس کی عزت کرنا اس کا فون سننا اُس کی بات سننا، حکومت کے ہر ادارہ کا فرض ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ تو اِس پر ہم اُن کے ساتھ ہیں تو انشاء اللہ Monday کو اُن کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! اُن سے گزارش ہے کہ ہمیں حالات کا بخوبی علم ہے یہ نہیں ہے کہ ہم حالات کو نہیں جانتے ہیں۔ Monday کو جب آپ بریفنگ دیں گے اب برائے مہربانی way-forward بھی کچھ کریں۔

اب فرض کریں آپ ہمیں بریف کریں گے کہ یہ واقعہ اس طرح وہ کیا، خیر ہم بھی وہیں کے ہیں یہ سارے واقعات ہم نے اپنی انکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن جو way forward ہے فرض کریں حالات خراب ہیں، کوئی ایسی روڈ نہیں ہے ظہور صاحب آپ ہوں یا میں ہوں یا یہ ہم جتنے جو اِن علاقوں کے یا اِس علاقے کے، بخدا ہم لوگ بائی روڈ نہیں جا سکتے آپ کو پتہ ہے۔ کبھی مستونگ بند ہے، کبھی منگوچر بند ہے، کبھی سوراب بند ہے۔ تربت اور پنجگور تو ہفتہ میں دو دفعہ بند ہوتی ہے۔ کوئی reason ہے؟ reason کیا ہے؟ لاپتہ افراد ہیں۔ آپ مہربانی کریں جو briefing دیں گے لاپتہ افراد کا بھی way-forward لائیں ناں کہ آپ، یا تو اِسی طرح چلتا رہے گا آپ کوئی نہ کوئی way-forward لائیں کہ لاپتہ افراد کے مسئلے کو آپ کس طرح address کریں گے تاکہ عام آدمی کو، ابھی تو عام آدمی suffer کر رہا ہے۔ بریفنگ آپ بیشک ہمیں دے دیں ہم اپنی باتیں کہیں گے لیکن خدارا اس issue کا way-forward بھی لائیں کہ اس issue کا way-forward یہ یہ ہیں۔ صرف اگر آپ اپنی بات کریں گے ہم اپنی بات کریں گے اللہ اللہ خیر سلا نہیں یہاں بیٹھ کے آپ کو لاپتہ افراد پر way-forward بات کرنی پڑے گی آپ کو insurgency پر way-forward دینی پڑے گی۔ آپ کو دوسرے تمام issues نہ institutional جو breakdown ہے۔ اب فرض کریں ظہور صاحب! آپ سے میں حلفاً کہتا ہوں کہ ایک سال کے اندر آپ کے تمام لیویز والے suspend ہو جائیں گے یا terminate ہونگے۔ وہ غریب چیک پوسٹ پر چھ آدمی ہیں، آپ کے اور میرے راستے کے ہیں۔ جب Millitant آئے گا اُنکو gun-point پر ہاتھ اُٹھائے گا، اُن کی رائفلیں لے جائیں گے۔ وہ لڑ نہیں سکیں گے۔ تو وہاں اُسکو terminate کیا جائے گا۔ ابھی تک کتنے لوگ ہیں لیویز والے، پولیس والے جو terminate ہیں۔ یا تو اِن چیک پوسٹوں کو ختم کرواُن غریبوں سے کہو بیٹھ جاؤ۔ تربت کے تین کلومیٹر پر میرے اور آپ کے راستے میں جوسک پر دو گھنٹہ راستہ بند ہوگا، تمام ادارے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی نہیں آتا ہے۔ دو گھنٹے تک بند رہا تربت تین کلومیٹر پر ہے۔ جوسک میرا بھی گھر ہے آپ کا بھی گھر ہے اُن سے تو کچھ کہو ناں۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ یہاں بحث برائے بحث نہیں ہونی چاہیے۔ ہم تنقید برائے تنقید بھی نہیں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں حالات کے بھی بخوبی ادراک ہیں۔ way-forward لائیں تاکہ ہم اپنے عوام کو روزانہ جو یہ روڈ ز بند ہیں اِس سے نجات دلا دیں ناں۔ کوئی لاپتہ افراد کو کہیں پر، جو مشکوک ہیں اُنکو لے جاؤ۔ آخر ہم لوگوں نے سفر بھی کیے ہیں۔ چلو اُس زمانے میں CTD نہیں تھا، کرائم برانچ تھا ناں۔ ایک ایک ہفتہ، دس دس دن لوگ جاتے ہیں کرائمز برانچ میں ڈنڈے کھا کے پھر آکے ہدہ جیل میں ڈال دیتے تھے اُن کو۔ اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے۔ تو میری آپ دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ مہربانی کریں وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں، ہوم منسٹر بھی نہیں ہیں۔ تو آپ way-forward کے ساتھ آجائیں، تجاویز

بھی لے کر آئیں، صرف بریف ہمیں نہیں کریں کہ اِتنے لوگ مر گئے ہیں اِتنے ہم نے وہ کیے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ جی آئندہ ہم کوشش کریں گے لاپتہ افراد کو address کریں تاکہ یہ راستے بند نہ ہوں۔شکریہ جی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔ جی بلیدی صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: میڈم اسپیکر! ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب بلوچستان کے نام چین اور بزرگ سیاستدانوں میں شمار ہوتے ہیں ہمارے مکران ڈویژن کے سب سے بڑے لیڈر ہیں، میرے خود کے بھی لیڈر ہیں اور رہے ہیں۔تو اُنکی باتیں درست ہیں۔لیکن دیکھیں ہم اگر ایک چیز کو isolation میں دیکھیں گے تو صرف ہمیں وہی بات نظر آرہی ہے، اِسکے پیچھے بھی بہت زیادہ محرکات ہیں۔تو ڈاکٹر صاحب کی جو تجاویز ہیں اپنی جگہ پر درست ہیں۔ میری اُن سے گزارش یہ ہے کہ ہم Monday کو جتنی بھی political parties ہیں، نیشنل پارٹی ہے، JUI ہے، پاکستان پیپلز پارٹی ہے، بلوچستان عوامی پارٹی ہے، مسلم لیگ (ن) ہے، سب تجاویز لے کے آئیں۔ہم ساری چیزیں اُنکے سامنے کھول کے رکھ دیں گے کہ یہ جو بلوچستان میں ایک صورتحال بنی ہوئی ہے اسکا تدارک کیسے کیا جائے۔لیکن اُسمیں دیکھیں پھر جتنی بھی political parties ہیں اُن کے بھی تعاون کی ضرورت ہوگی۔ بہت سی ہمیں قانون سازی کرنی پڑے گی، بہت سے معاملات میں ہمیں سخت فیصلے کرنے ہونگے۔دیکھیں اب جو روزانہ یہ چیزیں ہو رہی ہیں لوگ اپنے گھروں کو نہیں جارہے ہیں ہماری سڑکیں محفوظ نہیں ہیں۔ جب تک ہم سخت فیصلہ نہیں کریں گے مسئلے کا حل نہیں آئے گا۔اور بلوچستان میں ایک ایمرجنسی کی صورتحال ہے۔اور ڈاکٹر صاحب کی بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہماری لیویز فورس اور پولیس کسی حد تک demoralize ہو چکی ہیں۔اُن کا ہم نے moral کیسے up کرنا ہے۔ اِس اسمبلی نے ہی فیصلہ کرنا ہے۔تو انشاءاللہ وتعالیٰ Monday کو اپنی تجاویز لے کے آئیں، اِن پر ہم کھلے دل کے ساتھ بحث کریں گے۔جو اسمبلی پالیسی بنائے گی اُس پر عمل کیا جائے گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔ جی جمالی صاحب۔

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیر لائیو اسٹاک): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔محترمہ اسپیکر صاحبہ! دو چیزوں پر بات کرنا چاہوں گا، first of all جو حالات ہیں پشین میں یا اُس سے پہلے جو ہوئے، جس میں ہمارے لوگ شہید ہوئے، جس میں میرے اپنے اُوستہ محمد سے دو جوان شہید ہوئے۔ہم سب کو افسوس ہے یہ جو بھی ہو رہا ہے حالات جو بھی ہیں سب کو افسوس ہے اور کوئی نہیں چاہے گا اِس طرح کے حالات ہوں۔ بالکل we agree جی، حالات پر ہمیں پہلے ہی بیٹھنا چاہیے تھا۔ اگر ہم اب بھی بیٹھ رہے ہیں تو ہمیں ضرور بیٹھنا چاہیے ground realities کو ہمیں دیکھنا چاہیے۔ دونوں طرف سے issues ہیں۔ اور اگر ساری پارٹیز ہم بیٹھ کر اس پر بات کریں گے تو بہتر لائحہ عمل ہوگا اور جتنا جلدی

ہوا اُتنا بہتر ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے دو major issues ہیں۔ equally important کہ جو ہمارا law and order ہے۔ ہمارے پاس نصیر آباد ڈویژن میں water crisis ہیں since july 2024 اور وہ crisis آج بھی ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ تو میں نے منسٹر صاحب سے بھی ریکوئسٹ کی تھی اور آج اس ایوان کے توسط سے میں سی ایم صاحب سے بھی ریکوئسٹ کر رہا ہوں کہ دیکھیں جی جب پانی نہیں ہوگا تو ہماری economic، آپ کا اور حاجی صاحب کا بھی نصیر آباد سے تعلق ہے۔ ابھی ہمارے پاس چاول تو نہیں تھا گندم کے لیے ابھی بھی ہمارے پاس پانی نہیں آرہا ہے گندم بھی ہماری جل رہی ہے۔ یہ directly related ہے آپ کے law and order سے جب لوگوں کی معاشی حالت ٹھیک نہیں ہوگی اور pesticides اور آپ کا fertilizer اتنی مہنگی ہوگی وہ invest کردیں گے اور پھر جو basic چیز 3% ہے ہمارے indus river میں، وہ بھی ہمیں نہیں ملے گا تو وہ directly law and order خراب ہوگا۔ اب ہمارے علاقے میں چور دن کو لوگوں سے چیزیں چھینتے ہیں حالانکہ ہمارا علاقہ بڑا پُرامن ہے۔ اِس پر میں پورے ایوان سے یہ ریکوئسٹ کروں گا کہ جو ہمارا ایگریکلچر ہے، وہ بھی بہت زیادہ important ہے اُسکو بھی ہم نے آج تک کبھی importance نہیں دی۔ اب جیسے گندم کی فصل اُترنے والی ہے ابھی تک ہم نے کوئی ریٹ ہی طے نہیں کیا کہ وہ کیا ریٹ طے ہوگیا ہماری pesticides وہ اتنی مہنگی ہوگئی ہیں ہمارا جو fertilizer تھا جو 17 سو 18 سو کا یوریا ہوتا تھا اور 34,35 سو کا DAP ہوتا تھا وہ تقریباً ساڑھے 12 ہزار کا DAP ہوگیا ہے۔ تو باقی صوبوں میں کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ سبسڈی دی جارہی ہے لیکن میرے علاقے کو کیوں نظر انداز کیا جارہے۔ پورے نصیر آباد کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ اور یہ بہت important issue ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک اور issue کیوں کہ اوستہ محمد ہمارا نیا ڈسٹرکٹ بنا ہے جی۔ تو بہت سارے ایسے انسٹی ٹیوٹ ہیں جہاں ہمارا ابھی کوٹہ نہیں آیا جیسا ایم بی بی ایس اور، انجینئرنگ کی اسکالرشپ ہے تو یہ بھی ہم چاہیں گے کہ ایوان کی مدد سے اوستہ محمد ڈسٹرکٹ کا جو اُن کا حق ہے وہ اُن کو مل جائے۔ اور آپ ایگریکلچر پر بھی جی جتنے یہ water crisis پر، آپ امن وامان پر ضرور رکھیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہیلتھ پر بھی ضرور رکھیں۔ ہیلتھ پر میں بھی بتاؤں گا کہ میں نے کیا کیا تھا چھ مہینوں میں اور اب کیا حال ہے۔ اگر مجھ سے پوچھیں گے میں اپنے چھ مہینے کا وہ بھی آپ کو بتاؤں گا۔ بالکل ہمارا فرض ہے ایجوکیشن پر میڈم بتائیں گی۔ لیکن میری یہ ضرور ریکوئسٹ ہے ایوان سے کہ ایگریکلچر کو importance دیں اور اُس پر بھی discussion کریں۔ شکریہ جی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ وقفہ سوالات۔ جی میر زابد علی ریکی صاحب، آپ اپنا سوال نمبر 19 دریافت فرمائیں؟ انہوں نے چھٹی کی درخواست دی ہوئی ہے dispose off کیا جائے اُن کا سوال۔ مولانا ہدایت الرحمٰن

صاحب آپ اپنا سوال نمبر 115 دریافت فرمائیں؟

جناب مولانا ہدایت الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔سوال نمبر 115۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆115 جناب ہدایت الرحمان بلوچ رُکن اسمبلی **نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 25 ستمبر 2024ء**

مورخہ 2 جنوری 2025ء کو موخر شدہ۔

کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2018ء تا 2023ء کے دوران ضلع گوادر ترقیاتی سیکٹر میں غیر ملکی فنڈز سے کل کتنا کام کیا گیا ہے کہاں کہاں اور کتنی مالیات کا کام کیا گیا ہے اور ابتک کتنے پروجیکٹس پر کام جاری ہے، کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: جواب موصول ہونے کی تاریخ 11 نومبر 2024ء۔

سال 2023ء تا 2018ء سے ابتک ضلع گوادر میں ذیل پروجیکٹس پر کام جاری ہے جس کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسمیں ایک بات یہ تھی ماشاءاللہ ظہور صاحب نے بہت تفصیلی، بہت شکریہ اُن کا ضلع گوادر ماشاءاللہ سی پیک کے ماتھے کا جھومر یہ پوری تفصیلی رپورٹ آئی ہے۔لیکن اس میں دوتین ایک تو سُنڈسَر روڈ ہے یہ 54 کلومیٹر، وہ اب تک بند ہے۔تو یہ کام یہ جو عمانی گرانٹ کے کچھ کام ہے، اِسی طرح جاپانی، یہ غیر ملکی فنڈز ہیں اور وہ خیرات دیتے ہیں، پتہ نہیں کیسے دیتے ہیں۔پھر یہاں ہم کس طرح سالوں گزر جاتے ہیں quality بھی نہیں ہے کام کی رفتار بھی نہیں ہے کام بھی بند ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: P&D department نے یہ جواب آپ کا دے دیا ہے۔

جناب مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں یہ جو سوال ہے اور اس میں تو انٹرنیشنل ایئرپورٹ بھی ہے۔بات کروں گا۔جس میں جو سُنڈسَر روڈ ہے 54 کلومیٹر ظہور صاحب 54 کلومیٹر سُنڈسَر روڈ بند ہے یہ عمانی گرانٹ کی ہے۔اسی طرح یہ جو پسنی کا عمانی گرانٹ کا Hospital ہے اُس کی کیا حالت ہے، کس کیفیت میں کیا حالت ہے اُس کی۔وہ بھی میں نے بار بار جو وزیر صحت ہے ہمارے بخت کاکڑ صاحب سے کئی دفعہ میں نے کہا اُنہوں نے کہا visit بھی کروں گا۔وہ عمانی، کسی فرد کو visit نہیں کرا سکتے۔جو ہمیں فنڈ دے رہا ہے ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے تو اُس کو visit کرا سکتے ہیں اُس

ایسی ہے۔تو یہ بھی میں نے منسٹر صاحب سے کئی دفعہ کہا ہے۔ اِسی طرح یہ پسنی فش condition and qualityکی ہاربر جاپانی کوئی فنڈ ہے، کئی سالوں سے، وہ بھی فش ہاربر کے لیے تو فش ہاربر میں ہر سال چار پانچ سال کا تو ہے میں مجھے دیا ہے کہ فلاں سال اتنے پیسے ریلیز ہوئے ہیں۔لیکن پسنی فش ہاربر جو پورے بلوچستان کے جو پورا ساحلی بیلٹ ہے یہ معاشی حب تھا ہمارا پسنی۔ پورا ساحل کے لوگ کشتیاں لانچ، ہمارے پسنی کا کاروبار کرتے تھے۔وہاں ہماری فیکٹریاں بند ہوگئیں، وہاں ہماری فش فیکٹریاں بند ہوگئیں، آئس فیکٹریاں بند ہوگئیں، وہاں بالکل معاشی،حب ہمارے تباہ ہوگیا۔جاپان دے رہا ہے وہ بھی کئی سالوں سے بند ہے۔میر اظہور صاحب سے حکومت سے گزارش ہے غیرملکی فنڈز جتنے ہیں وہ صحیح استعمال ہوں، بروقت پروجیکٹس مکمل ہوں جتنا وقت گزرتا جائے گا وہ پیسے ناکارہ ہوں گے جتنا جلد ہوگا ان پیسوں کا valueوہ ختم ہوجائے گا۔اِس لیے اُن کو صحیح استعمال کیا جائے۔مَیں نے تین نشاندہی کی، ایک سُنڈسر روڈ، ایک تو وہ Omani Grant Hospitalپسنی، دوسرا فش ہاربر پسنی یہ جو غیرملکی اس میں ہے۔

وزیرمنصوبہ بندی وترقیات: میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

وزیرمنصوبہ بندی وترقیات: مولانا صاحب کی کچھ باتیں تو اپنی جگہ درست ہیں۔اُنہوں نے جن چیزوں کی نشاندہی کی ہے، واقعی اُن میں کچھ issues آرہے ہیں۔جس طرح انہوں نے سُنڈسر روڈ کی جو نشاندہی کی۔ یہ basically عمانی گرانٹ کا ایک پروجیکٹ ہے اور ٹوٹل ہماری جو عمانی گرانٹ ہے وہ 21 ملین ڈالر ہے۔اُس میں ایسا ہوا تھا کہ جب وزیراعلیٰ جام کمال خان صاحب تھے تو وہ visit پر چلے گئے۔تو اُنہوں نے دیکھا کہ یہ جو 12 فٹ کی ایک سڑک بن رہی ہے۔تو اُنہوں نے ایک بڑی اچھی تجویز دی کہ 12 فٹ کی سڑک ابھی چونکہ اِس وقت میں feasible نہیں ہے۔تو اسکو بڑھا کے 18 فٹ یا 20 فٹ کردیا جائے۔اب چونکہ ایک foreign fundingایک پروجیکٹ تھا۔تو اُس کی جو منظوری ہے، وہ ایکنک سے لینی پڑتی ہے۔تو اُس میں FWO کام کررہی تھی۔تو FWO نے کہا کہ اگر ان چیزوں کو ٹھیک نہیں کرتے تو میں اس پر کام نہیں کروں گا۔اب اُس کا حل ہم نے یہ نکالا ہے کہ provincial steering committee کی میٹنگ ہونے والی ہے ہم existings جو contract agreement ہے اُس کو terminate کرکے دوبارہ ٹینڈر کریں گے۔اور جو 25 کلومیٹر already کام ہوچکا ہے، 54 کلومیٹر ٹوٹل اس کی جو lengthہے، باقیوں پر کام ہونا ہے۔تو انشاءاللہ اُس پر کام شروع ہوجائے گا۔جہاں تک انہوں نے پسنی فش ہاربر کی بات کی۔ بنیادی طور پر جو فش کی جو design ہے، وہ غلط ہوئی ہے۔ڈاکٹر مالک صاحب اور مولانا صاحب کو اچھی طرح پتہ ہے کہ جو پسنی فش ہاربر ہے وہ بالکل شادی کور کی جو river-bankکے ساتھ بنی ہوئی ہے۔وہاں سے جیسے ہی پانی آتا

ہےspillway میں تو وہ mud لے کے آجاتا ہے۔اور اس کی digging cost بہت زیادہ ہے۔جاپان نے کوئی 80 کروڑ روپے کی گرانٹ دی ہوئی تھی جو کئی عرصے سے پڑا ہوا ہے، اُس وقت نواب اسلم خان رئیسانی کی حکومت تھی۔ اُس وقت یہ گرانٹ آئی۔ بعد میں مختلف حکومتیں آئیں جس میں ڈاکٹر مالک صاحب کی بھی حکومت تھی۔تو اس میں میری تجویز ان کو یہ تھی کہ چونکہ اُس وقت جب یہ فش ہاربر یہاں پر بن رہی تھی۔تو وہاں کے جو لوکل ماہی گیر ہیں جو تجربہ رکھتے ہیں سمندر کے معاملات میں تو اُنہوں نے بھی کہا کہ یہ جگہ feasible نہیں ہے۔اس کا آپ site change کریں۔ تو میری بھی یہی رائے تھی کہ ہم ایک international consultant بلا لیں، لوکل input لیں عوامی نمائندے سے input لیں ایک اور site select کریں اور وہاں ایک اور بہترین ہم فش ہاربر بنا دیں۔جس سے اس کی dredging کا خرچہ بھی کم ہو اور جو ہماری economic activities ہیں وہ بھی دوبارہ شروع ہو جائیں۔اور جہاں تک گوادر کے projects کی بات ہے تو میں نے یہ سارا ایک booklet کی شکل میں تمام ایم پی ایز کو پہنچا دی ہے۔ٹوٹل گوادر میں کوئی 200 ارب کے قریب ہمارے projects چل رہے ہیں۔جس میں سی پیک کے 136 ملین کے ہیں۔گوادر پورٹ کو تو مولانا صاحب اپنا نہیں کرتے، گوادر ایئر پورٹ بھی مولانا صاحب کہتے ہیں کہ یہ ہمارا نہیں ہے۔ لیکن expressway ہے 9 ارب کا ہمارا Indus Hospital ہے جو Pak-China Friendship Hospital کے نام پر ہے۔جس کی Indus کے ساتھ ایک agreement ہوا ہے اور سالانہ Government of Balochistan ایک ارب اُس پر گرانٹ دے رہی ہے۔اور ماشاءاللہ میں یہ وثوق سے کہوں گا۔کہ بلوچستان کا سب سے اچھا Hospital ابھی ہمارا جیونی Hospital چل رہا ہے۔اور مولانا صاحب بھی اس کی گواہی دیں گے۔ اس کے علاوہ Pak-China Friendship Vocational Centre ہے۔اور ہر سال تقریباً کوئی سو کا intake ہے اور بڑا زبردست کام چل رہا ہے وہاں پر۔اس کے علاوہ کوئی 40 ارب کے جو ہے ناں Federal projects ہیں apart from سی پیک، وہ بھی ساری list میں نے booklet میں دی ہوئی ہے۔22 ارب کے provincial projects ہیں اُن کی بھی ساری list دی ہوئی ہے۔اور اُن کی جتنا بھی expenditure ہوا ہے اُن کی تمام list اس booklet میں ہیں۔اگر مولانا صاحب کو یا کسی کو کنفیوژن ہے تو میں اُس کا جواب بھی دے سکتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you.جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں ظہور صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو پسنی فش ہاربر ہے اُسکا ڈیزائن غلط نہیں ہے، یہ جرمن نے کیا ہے، یہ جاپانیز نے نہیں کیا ہے۔لیکن جاپان نے جو 86 کروڑ روپے دیے تھے اسکی dredging کے لیے۔ اب وہ اُسکے لیے، جب میں آیا تو میں نے اُسکی dredging شروع کی تھی۔لیکن جونہی مَیں نکل گیا dredging جو ہے ناں۔تو وہ کہیں نہیں بنا ہے۔ بلیک واٹر بنالیں،ٹیکنیکل لوگوں کو بلائیں۔ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ تو بہت دُور ہے۔ جو وہ شادی کور ہے۔ یہ possible ہے۔لیکن یہ ہے کہ چونکہ پیسے رکھے ہوئے ہیں وہاں پر۔اُن کا جو interest جو ملتا ہے وہ کرپشن کی زَد میں ہے۔اور ماشاءاللہ دو تین ڈائریکٹرز تو وہ گئے ہیں اسمیں۔ باقی مَیں آپ سے ایک گزارش کر لیتا ہوں کہ اِس وقت provincial government نے اور فیڈرل گورنمنٹ نے مل کے جو water-supply بنائی ہیں وہاں سے شادی کور اور اس کو سَوڈ کو۔اب یہاں سے کوئی 45 villages ہیں۔اگر میں کہوں کہ ہڈ سے لیکر اور ماڑہ کے ہڈ سے لیکر کھپر تک، right,left وہاں pipelines جا رہی ہے۔لیکن یہ قریبی جو وہ ہے دیہاتیں کوئی 40 سے 45 کے قریب دیہات ہوں گے۔مولانا صاحب! آپ مہربانی کریں، میں نے اپنے حوالے سے پی ایس ڈی پی بنا کے اَحسن اقبال صاحب کو دیا تھا۔ کیونکہ میں تمام علاقوں میں گیا ہوں جب میں نیشنل اسمبلی contest کر رہا تھا اور وہ یقین کریں جو بات میں یہاں اِس فلور پر کہوں گا، آپ لوگ اسمیں کوئی بھروسہ، گرمیوں میں جو مچھیرے ہیں وہ قرض لیتے ہیں پانی، اُن کے پاس جب سمندر میں high-tide ہوگی۔تو یہ پھر سردیوں میں دے دیں۔ تو آپ مہربانی کریں اس issue کو بھی آپ اپنی proposal میں شامل کریں تاکہ جو left,right وہ کوئی زیادہ پی سی وَن بھی نہیں ہے کوئی 45 کروڑ کے قریب ہے مَیں نے بنائے تھے یہ اگر آپ کرلیں گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): میڈم اسپیکر! ڈاکٹر صاحب کی concerns اپنی جگہ پر جائز ہے۔لیکن شاید اُن کے knowledge میں نہیں ہے کہ اِس سال پی ایس ڈی پی میں جو کولانچ کے کوئی پچیس، تیس گاؤں ہیں اُنکے لئے ہم نے ڈھائی ارب کی اسکیم رکھی ہوئی ہے مولانا صاحب کے knowledge میں ہے۔اور وہ اِس وجہ سے ہم نے رکھی ہے کہ جتنے بھی گاؤں ہیں جو پائپ لائن گزر رہی ہے گیارہ بلین کی جس میں تین بڑے ڈیم اِنہوں نے اِنکو connect کیا ہے شادی کور، سَوڈھ اور اسکو گوادر لے جارہے ہیں۔ گوادر میں جو ڈیم سے پانی آرہا ہے، مطلب پانی وافر مقدار میں ہے۔ ہاں البتہ جو existing گوادر کی جو واٹر سپلائی پائپس ہیں اُن کی capacity کا issue ہے۔ اِس کے علاوہ جیونی کے پانی کا مسئلہ تھا اُس میں بھی، پچھلی حکومت میں جب مَیں پی اینڈ ڈی کا وزیر تھا تو میں نے کوئی 97 کروڑ کی ایک اسکیم ڈلوائی تھی اور مولانا صاحب میرے پاس آئے تھے۔ چونکہ وہ بڑا slow چل رہا تھا

تو مَیں نے اُس کی ایڈیشنل اماؤنٹ ریلیز کر کے اُس کا کام تیز کر دیا تھا۔اور وہ کام بھی وہاں چل رہا ہے، انشاء اللہ وتعالیٰ جلد complete ہو جائے گا۔تو پانی گوادر کیلئے بڑا اہم ہے اور اُس میں حکومت نے کافی بندوبست کر لی ہے۔اب میرا نہیں خیال ہے کہ گوادر میں پانی کا کوئی issue ہو۔البتہ جو internal جو پائپس ہیں اُن کا issue ہے، اُن کو change کرنے کی ضرورت ہے upgrade کرنے کی ضرورت ہے۔اور جہاں تک آپ، ڈاکٹر صاحب نے پسنی fish harbor کی بات کی، جاپان کے جو 86 کروڑ وہ پڑے ہیں۔اس پر ہماری تین چار میٹنگ ہوئی ہیں۔اس میں دو میٹنگ ہماری اِس حکومت میں ہوئی ہیں اِس سے پہلے بھی حکومت آئی تھی اُس میں میٹنگ ہوئی ہے۔اس میں بھی ڈاکٹر صاحب کی بات کو second کرتا ہوں کہ اِس پر ہمیں expert opinion کی ضرورت ہے۔مَیں یہ نہیں کہتا کہ جی یہ جو existing fish harbour اِسکو reallocate کریں۔لیکن چونکہ میری personal observations ہیں جو مَیں نے وہاں خود جا کے دیکھا ہے۔اور powerpoint presentation میں جو شادی کور کا جو river-bed ہے اُس کے ساتھ ہی آگے گرتا ہے۔جہاں آپ کو پتہ ہے کہ پانی جب دریا سے سمندر میں آتا ہے تو اپنے ساتھ مٹی کافی زیادہ لے آتا ہے۔اور اُس میں دیکھیں ایک اور پرابلم کھڑی ہوگئی ہے۔پرابلم یہ ہے کہ اگر Let's suppose اِن پیسوں سے ہم ڈریجر لے لیں۔تو ڈریجر کی cost اتنی زیادہ ہے کہ ہر سال ہمیں ڈریجنگ کرنی پڑیگی۔ایک تو یہ وہاں ایک تجویز آئی ہوئی تھی کہ ڈریجر ہم لے لیں۔پھر ہم نے یہ بات کی کہ اگر ڈریجر ہم اِن پیسوں سے لے لیں گے۔لیکن اِس کو چلائے گا کون؟ دوسری تجویز یہ آئی تھی کہ اسکو ہم KPT سے، اُن کے پاس چونکہ ڈریجر پڑا ہوا تھا، وہ ہم اُن سے لیں۔اور اُن کے ذریعے ہم ڈریجنگ کرائیں۔چلو ایک دفعہ ہم نے ڈریجنگ کرادی۔دو تین سال میں پھر silt-up ہوگیا۔پھر وہ قابل نہیں ہوا۔تو میرا خیال یہ ہے کہ ہم سی ایم صاحب سے گزارش کرلیں گے چونکہ یہ بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔اور پسنی کی جو وہاں کی لوکل economy ہے۔80% اُس کی جو دارومدار ہے وہ اِس جے ٹی کے ساتھ ہے۔تو اِس میں ڈاکٹر صاحب اور مولانا صاحب کو بھی بلالیں۔مَیں بھی حاضر ہونگا۔سی ایم صاحب کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہوگی، experts کو بھی بلالیں گے۔فشریز ڈیپارٹمنٹ کی جو پارلیمانی سیکرٹری حاجی برکت صاحب اُن کو بھی بلالیں گے۔باقی جو مکران کے concerned MPAs ہیں اُن کو بھی دعوت دیں گے۔جو expert opinion ہوگا جو بھی فیصلہ فورم کرے گی ہم اُسی پر عمل کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you.۔جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس میں دیکھیں یہ بات تو ٹھیک ہے وہاں اَنڈس ہاسپٹل۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں اُس میں سوال والا محرک میں ہوں۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں ان میں جوابات تقریباً آچکے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تقریباً آچکے ہیں۔لیکن مَیں ظاہر ہے۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ابھی آگے کی طرف بڑھتے ہیں۔دوسرے questions بھی آپ کے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں یہ اِسی پر ہے۔اِسی پر دیکھیں یہ جوظہور صاحب کہہ رہے ہیں اُنکا شکریہ اُنہوں نے کافی تعاون کیا۔لیکن اِس میں جو پبلک ہے۔فری زون بالکل مکمل ہوا ہے۔فری زون، وہاں مَیں نہیں جا سکتا ہوں۔ انٹرنیشنل ایئرپورٹ بالکل مکمل ہوا ہے۔مَیں نہیں جا سکتا۔ایکسپریس وے بالکل مکمل ہوئی ہے، وہاں مَیں نہیں جا سکتا۔ گوادر پورٹ مکمل ہوئی ہے وہاں مَیں نہیں جا سکتا۔لیکن گوادر شہر جہاں مَیں رہتا ہوں، گوادر شہر، وہاں گٹر نہیں ہے کیا؟ وہاں سیوریج نہیں ہے کیا؟ میرا سوال یہ ہے کہ مکمل آپ نے چالیس، پچاس ارب کا مکمل بالکل ہے۔وفاق،صوبہ بالکل ہے۔لیکن جہاں عام عوام رہتی ہے وہ skin کے مریض ہیں۔ابھی اکاؤنٹس کمیٹی کے جو چیئرمین ہیں وہ آئے تھے، اصغر ترین صاحب کا بہت شکریہ اُس کی کمیٹی کا کہ وہ تین دن وہاں رہے ہیں اُنہوں نے دیکھا گوادر شہر والے جلد کے مریض بن چُکے ہیں۔اِتنے اربوں روپے۔جو صرف ایک پروجیکٹ ہے،مَیں appreciate کرتا ہوں، بالکل ظہور صاحب نے درست کہا وہ بہترین اِنڈس ہاسپٹل ہے، وہاں ہم آئے۔صرف گوادر ہی نہیں پورے مکران کے لوگ وہاں آرہے ہیں علاج کرنے کے لئے، لیکن باقی شہر میں مَیں وہاں رہ نہیں سکتا۔وہاں سیوریج کی کیا حال ہے۔وہ اور کیفیت ہے۔یہ جو بڑے بڑے پروجیکٹس مکمل ہوئے ہیں یہ بالکل درست ہیں لیکن عوام کے پروجیکٹس مکمل، انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا ماشاءاللہ افتتاح ہوگیا میڈم اسپیکر! گوادر شہر کے سڑک،سیوریج کا نظام کیوں بہتر نہیں ہوا؟ گوادر پورٹ کا بارہ دفعہ افتتاح ہوا۔گوادر شہر کی خوبصورتی کیوں نہیں ہوئی۔انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا ماشاءاللہ غائبانہ بھی افتتاح ہوا۔لیکن گوادر شہر کی جو حالت اور کیفیت ہے۔تو یہ جو مین دو، باقی پسنی فش ہاربر کی یہ بات درست ہے کہ وہاں پرانے ماہی گیروں نے بھی کہا تھا کہ یہ جگہ درست نہیں ہے۔جہاں بھی جےٹیز بنتی ہیں وہاں ڈریجرز ضرور اُس پروجیکٹ میں ہوتے ہیں۔اِس کے بغیر ہوتے نہیں ہیں۔لیکن ہم بھی انشاءاللہ تجویز دیں گے کہ وہاں بریک واٹر کی ضرورت ہے۔یہی کارآمد ہوسکتی ہے۔ پرانے ماہی گیروں سے مشورہ کریں۔بریک واٹر بن جائیں تاکہ وہ مٹی نیچے نہ آئے تاکہ وہ محفوظ ہو، وہ ہم کریں گے۔ لیکن میرا کہنا یہ ہے دو باتیں صرف، جو غیر ملکی فنڈنگ ہیں کم سے کم اُنہوں نے دی ہیں۔ہم پر احسان کیا ہے۔خیرات دی ہے۔ہمارے پاس خود ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے ہیں کتنے کم از کم اگر اپنے پیسے ہم کھاتے ہیں، کمیشن لیتے ہیں۔اگر عمان والے، جاپان والے بیچارے اپنی بچت کر کے ہمیں دیتے ہیں تو وہ بروقت مکمل کریں۔کوالٹی ہو۔اور دوسری میری

بات یہ ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جوعوام سے related ہے،عوام، عام عوام۔ وہ پروجیکٹ جس طرح بڑی تیزی کے ساتھ انٹرنیشنل ایئرپورٹ مکمل ہوئی اُسی تیزی کے ساتھ ہمارے سیوریج ،شہر،سڑکوں، انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی طرح گوادر شہر بھی خوبصورت لگے۔ یہ مستقبل کا دبئ ہے۔مَیں یہی چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی،مہربانی۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: ظہور صاحب سر!مَیں ایک منٹ آپ کا لوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ابھی جی ڈاکٹر صاحب! آپ بات کرلیں۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: مَیں It is my last proposal, not a question.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: اِس وقت جو میرا اندازہ ہے مَیں گوادر جاتا رہتا ہوں۔ظہور صاحب کے نوٹس میں لاؤں گا۔ اِس وقت پاکستان میں سب سے زیادہ جو climate hit کررہا ہے وہ گوادر کو hit کررہا ہے۔گوادر میں زمین کے نیچے سے پانی نکل رہا ہے۔herovision ہورہی ہے۔ اور یہ بہت خطرناک صورتحال ہے۔ وہاں جو ایک دو experts تھے، اُن سے مَیں نے بات کی۔ کیونکہ مَیں نے climate change پر دو تین انٹرنیشنل کانفرنس لندن میں attend کیں تھیں۔تو وہاں یہی ہوتا تھا کہ زمین کے نیچے سے پانی نکلتا تھا۔اب وہاں اگر آپ دو فُٹ کھودیں گے، وہاں سے پانی نکل جاتا ہے۔اور کچھ پرانی جو آبادی ہیں اسپیشلی سوراب اور وڈھ آپ جائیں گے، اُس میں روزانہ نیچے سے پانی نکل رہا ہے۔ وہ جو ایک phase تھا پانی کا، وہ ٹوٹ چُکا ہے۔آپ مہربانی کریں P&D منسٹر کی حیثیت سے اِسکے لئے کوئی expert team بھیج دیں۔ چائنیز سے کہیں شاید ہمارے بس کی بات بھی نہیں ہے کہ آپ اِتنی بڑی پورٹ بنا رہے ہیں۔ گوادر سٹی بنا رہے ہیں۔کل گوادر سٹی نہیں رہے گا تو یہ آپ کا پورٹ کہاں جائے گا؟ مَیں honestly آپ سے کہتا ہوں مَیں نے خود اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔اور یہ میری observation ہے اِس کو آپ serious لے لیں۔بس مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you.۔جی ظہور صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: میڈم اسپیکر! یہ ڈاکٹر مالک صاحب اور مولانا صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ booklet مَیں نے بنوایا ہے اُس میں گوادر ایئرپورٹ اور گوادر سی پورٹ کو ڈلوایا ہے۔ کیونکہ

مولانا صاحب جب بھی اسمبلی میں کھڑے ہوتے ہیں تو اُن کی جو تیروں کی بارش ہے وہ سی پیک کی طرف ہوتی ہے۔ اِس وجہ سے ضروری ہے تاکہ سارے projects اور recosting کے ساتھ اُن کی خدمت میں حاضر کریں۔ دوسری بات میڈم اسپیکر! جس شہر کو آپ ترقی دینا چاہیں، خصوصاً جو کوسٹل شہر ہیں، اُس میں سی پورٹ اور ایئر پورٹ بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ابھی کراچی ایئر پورٹ اور سی پورٹ ہیں، جو کہ سندھ بورڈ آف ریونیو کو 100 ارب روپے اُن کو وہاں سے جا کے ملتے ہیں tax-collection ہوتی ہے۔ تو یہ گوادر کی ترقی کے لئے دونوں سنگ میل پروجیکٹس ہیں۔ اور اُن کے اثرات چونکہ economic activities کی یہ بُنیاد ہیں۔ تو اُس وجہ سے اِس کے جو اثرات ہیں، وہ پبلک پر پڑیں گے۔ اور جہاں تک گوادر کی جو ماسٹر پلاننگ ہے اُسمیں 40 کروڑ کی گرانٹ لی گئی۔ اور چائنیز ایک consultant firm نے باقاعدہ details میں جا کے گوادر کی ماسٹر پلاننگ کی۔ اُس میں جو ان کے جو projected آبادی تھی پہلے بہت زیادہ تھی۔ اُسکا size کم کر دیا۔ جو ہماری old city ہے، پہلے یہ confusion تھی کہ جی اِس old city کو اُٹھا کے کہیں اور شفٹ کر رہے ہیں۔ اُس ماسٹر پلان میں اُسمیں یہ mention کیا کہ old city وہیں پر رہے گی۔ اور old city کی جو upgradation ہے۔ uplifting ہے، اُسکے لیے ساڑھے تین ارب روپے منظور کیے گئے جس میں ایک ارب 60 کروڑ تقریباً پراونشل گورنمنٹ نے دیئے ہیں۔ اِور اسی کی matching grant وہ فیڈرل گورنمنٹ نے دی ہے۔ اُس میں مولانا صاحب نے کہا کہ جی دھول مٹی ہے وہاں گٹر ہے۔ مَیں کل دیکھ رہا تھا کہ موسیٰ چوک پر وہاں بھی کام شروع ہو گیا۔ مولانا صاحب کے سپورٹرز اور اُنکو کریڈٹ دے رہے تھے۔ اُن کو کریڈٹ جاتا ہے کہ ایم پی اے ہے، بار بار فالو اَپ کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں بار بار بولتے ہیں۔ وہاں کام شروع تھا۔ تو میں نے یہ ساری جو ورکنگ کی ہے، اسکا مقصد یہ تھا کہ میں پوری اسمبلی ممبران کو آگاہ کروں۔ اور مجھے اندازہ تھا کہ مولانا صاحب کی طرف سے وہ تیروں کی بارش ہو گی اسی لیے تصاویر کے ساتھ اُن کو میں لے آیا ہوں۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ جو بھی پروجیکٹ ہیں، اگر ان کو کوئی concern ہیں تو میرے ساتھ آ کے بیٹھ جائیں میرے گھر پر آنا چاہیں most welcome، اگر آفس میں آنا چاہتے ہیں تو آفس میں آ کے بیٹھے۔ اس پر ہم details میں جائیں گے جہاں انکو کوالٹی کا مسئلہ ہے وہ انشاءاللہ وتعالیٰ وہ ensure کرا کے دیں گے۔ جہاں فنڈنگ کا مسئلہ ہے۔ وہ بھی کرا کے دے دیں گے۔ اور جہاں کوئی اور public concern ہیں وہ بھی اُنکو ایڈریس کرا کے دے دیں گے۔ تو یہ گوادر چونکہ گورنمنٹ آف بلوچستان اور گورنمنٹ آف پاکستان کی دونوں کا focus ہے، نہ کہ ہم صرف گوادر کو develop کرنا چاہتے ہیں ہم گوادر کے لوگوں کی زندگیاں بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ اُس وجہ سے یہ سارے پروجیکٹس مَیں نے بتائے ہیں۔ یہ public importance میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اب میں

مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ چونکہ بڑے ایک پارٹی کے سربراہ ہیں پورے صوبے کے اور بڑی انکی popularity ہے۔تو وہ بھی اپنی تیروں کا جونشانہ ہے، وہ مفت میں سی پیک کو نہ کریں۔سی پیک میں جتنے بھی پروجیکٹس ہیں، سارا complement کرتی ہیں گوادر کی ڈویلپمنٹ کواور گوادر کےعوام کی زندگی کی بہتری کے حوالے سے یہ بڑا important ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you بلیدی صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: ڈاکٹر مالک صاحب کی بات درست ہے، جو climate change پراُنہوں نے بات کی۔ چونکہ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔اورخصوصاً بلوچستان میں ایک drastic-change آیا ہوا ہے۔اِس پر ہم ٹیکنیکل input لیتے ہیں۔اور جو بھی ضروری اقدامات ہوں گے، وہ ہم کریں گے اور ڈاکٹر صاحب سے بھی اور مولانا صاحب سے بھی input لیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you پر جی۔

جناب اسفندیار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ): میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اِسی پوائنٹ پر جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: دراصل مَیں معذرت چاہتا ہوں تھوڑا لیٹ ہوا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نہیں وہ پھر question hour کے بعد مَیں آپ سے لے لوں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: آپ نے question hour کے بعد پھر مجھے سُننا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بالکل آپ کو سنیں گے thank you جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم! ٹھیک ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ اپنا سوال نمبر 110 فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 110۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی concerned minister صاحب۔جی۔

وزیر صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہیلتھ منسٹر صاحب! اس کو آپ پڑھا ہوا تصور سمجھا جائے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: باقی ٹھیک ہے یہ جو جواب دیے گئے ہیں، بالکل یہ فعال ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہیلتھ منسٹر صاحب! آپ کھڑے ہوں اور بتا دیا جائے کہ ان کے جو سوال ہیں ان کے جوابات کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆110 جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 25 ستمبر 2024ء۔

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ضلع گوادر محکمہ صحت میں کل کتنے آر ایچ سی اور بی ایچ یوز سینٹرز ہیں ان میں کتنے فعال اور کتنے غیر فعال ہیں غیر فعال ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز ان سینٹرز میں کل کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں کی بھی تفصیل دی جائے؟

وزیر صحت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 16 اکتوبر 2024ء۔

اس ضمن میں تحریر ہے کہ ضلع گوادر محکمہ صحت میں کل 19 بی ایچ یوز سینٹرز ہیں جو کہ سب فعال ہیں نیز 13 سی ڈیز سینٹرز ہیں جن میں 9 سی ڈیز سینٹرز فعال اور 4 سی ڈیز سینٹرز غیر فعال ہیں جبکہ آر ایچ سی نہیں ہیں مزید تفصیل ضخیم ہے۔ لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدیت الرحمٰن بلوچ: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کا جو جواب دیا گیا ہے یہ جو فعال، بالکل یہ ٹھیک ہے۔ یہ BHU بالکل فعال ہے ٹھیک ہے۔ لیکن اسمیں 17 جو BHUs کی بلڈنگ تیار ہیں وہ اب تک شاید انکا اپروول نہیں ہوا۔ اُس کا بھی ابھی مَیں نے دے دیا ہے، وہ 17 بھی آئندہ پی ایس ڈی پی میں شامل کیے جائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 135 دریافت فرمائیں۔ انکی چھٹی کی درخواست دی گئی ہے۔ میر زابد علی ریکی صاحب کیونکہ وہ موجود نہیں ہیں، اُنکے 148,149. اور 174 تینوں انکے سوال ہیں وہ dispose off کیے جارہے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔ ابھی توجہ دلاؤ نوٹس۔ مولانا ہدایت رحمٰن صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: مَیں ایک اہم مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مَیں ابھی اپنے علاقے سے آرہا ہوں۔ کہ کچھ دنوں پہلے میڈم اسپیکر! خانوزئی لیویز تھانہ کو اطلاع ملی تھی کہ ایک ٹرک جو کہ کوئلے سے لوڈ تھا، چور اُسکو لے گئے ہیں۔ انکا تعاقب میں لیویز عملہ جب وہاں پہنچا تو اُن پر دہشتگردوں نے حملہ کیا۔ اُن کی گاڑیوں کو اور اُن کو گولیاں ماریں، اُنکے اوپر بلاسٹ کیا، پھر انکو جلایا گیا، جو کہ میرے حلقے سے تھے۔ جن میں نور احمد

کاکڑ، رشید الزمان پانیزئی، بلال احمد، داؤد خان، گل راز خان۔ جس پر ہم سب کو بہت افسوس ہوا۔ اور میڈم اسپیکر! ایک اہم ایشو اسکو کہنا چاہتا ہوں اور اس پر بات کرنا چاہتا ہوں شاید میرے colleagues۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کاکڑ صاحب! آپ کے آنے سے پہلے اس پر بہت ڈسکشن ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: بالکل اُنہوں نے کی ہوگی، اُنکا مشکور ہوں لیکن میرے اپنے کچھ ایسے سوالات ہیں جن کو اسمبلی میں مَیں نے اُٹھانے ہیں۔ میڈم اسپیکر! کہیں پر بھی کچھ ہو جاتا ہے تو ایک ڈسٹرکٹ سے دوسری ڈسٹرکٹ جانے کے لیے بھی DCs آپس میں رابطہ کرتے ہیں۔ ایک صوبے سے دوسرے صوبے تک جانے کے لیے پھر Home to Home Secretaries کا ایک مراسلہ جاتا ہے اور بات ہوتی ہے۔ جبکہ یہاں کچھ بھی اِس طرح نہیں ہوا۔ اِسمیں پرائیویٹ گاڑی استعمال کی گئی۔ مختلف تھانوں سے سپاہیوں کو لیا گیا۔

(خاموشی اذان عصر)

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی کاکڑ صاحب! آپ کہیں لیکن اس پر بہت ڈسکشن ہو چکی ہے اور Monday کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم! آپ ٹائم دیں۔ ڈسکشن یہی ہے۔ اِسی اسمبلی اور اِسی فلور پر ہم نے اپنے عوام کے لئے بات کرنی ہے۔ دیکھیں دہشتگردی کا واقعہ ہوا ہے۔ ہمارے مظلوم عوام، ہمارے شہداء اس میں ہوئے۔ اِس پر ہم اِدھر اگر بات نہیں کریں گے تو پھر کہاں کریں گے میڈم؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم! اس پر یہ ہوا کہ پرائیویٹ گاڑی اِسمیں استعمال کی گئی، کس نے دی؟ کہاں سے آئی؟ بہت زیادہ سوالات اُٹھ رہے ہیں۔ اِس میں ژوب کے بعد ڈرائیور چینج ہوا ہے۔ اور ابھی صرف سرکار یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے ایس ایچ او اور لیویز رسالدار کو معطل کر دیا ہے۔ اِس کا کام نہیں ہے میڈم! اِسمیں اسسٹنٹ کمشنر کاریزات۔ اِسمیں ڈی سی پشین۔ اِسمیں کمشنر کوئٹہ۔ اِن سب کو میڈم! on-board لینا چاہیے۔ سب کو دیکھنا چاہیے کہ کس کی ذمہ داری تھی؟ کس کے کہنے پر گئے؟ اور کیوں گئے؟ کس سے پوچھا ہے؟ اور اتنی جانیں میڈم! اِسمیں ضائع ہوئی ہیں بلکہ اس میں دَرہ بن کا جو وہاں کا ایس ایچ او ہے جس نے اطلاع دی ہے کہ یہ ہوا ہے آپ لوگ آجائیں۔ راستے میں رابطہ اُن سے ہوتا رہا ہے۔ اُن کو بھی میڈم! ان کو انکوائری میں لانا چاہیے۔ بلکہ اسکو جوڈیشل انکوائری اس پر ہونی چاہیے۔ ہم اپنے عوام کا، اپنے لوگوں کے لیے آواز نہیں اٹھائیں گے اسمبلی میں نہیں بولیں گے، اُن کی روک تھام نہیں کریں گے۔ آرام سے ہم کسی کو فائل ورک یا اور اُن کو بتائیں گے نہیں کہ کمشنر کا یہ کام ہے، ڈی سی کا یہ کام

ہے، اسسٹنٹ کمشنر کا یہ کام ہے۔ کل تو اِس طرح ہزاروں لوگ ہمارے شہید ہوں گے۔ اور دوسرا سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ دہشتگردوں کو اطلاع کس نے دی کہ فلاں پرائیویٹ نمبر گاڑی میں لوگ آرہے ہیں اور اُن پر آپ نے blast بھی کرنا ہے۔ اِن کو مارنا بھی ہے بہت ہی تشویش اور سوچنے کی بات ہے۔ بہت زیادہ سوالات اُٹھ رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو face کر رہے ہیں۔ لوگ بہت زیادہ اِس چیز پر میڈم! غصے میں ہیں اور بہت زیادہ سوالات حکومت پر اُٹھا رہے ہیں۔ ہمارے اِداروں کے، لیویز والوں اور مختلف چیزوں پر سوالات اُٹھا رہے ہیں۔ تو ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اپنے لوگوں کی دفاع کرنے کیلئے سخت سے سخت اِقدامات کریں، جو بھی اِس میں ملوث ہوں تو اُنہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ آپ نے ٹائم دیا بہت شکریہ۔ لیکن اُس میں خاص طور پر DC، اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ اِن کو لانا ہے اِس کٹھہرے میں۔ اِن سے پوچھنا چاہیے کہ بھئی کیوں اِس طرح ہوا؟ تو ہر روز لوگ اِس طرح مارے جائیں گے۔ ہمارے تو DC صاحب ایسا ہے تو بہ نا اَعُوذُ بااللہ جیسے ہمارے سی ایم صاحب ہیں۔ ہمارے ایم پی اے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُنکے ساتھ تو ہم بات ہی نہیں کر سکتے ہیں۔ سی ایم صاحب سے بھی زیادہ اُوپر ہیں وہ جناب ڈاکٹر صاحب! ہاں ہمیں اس طرح، اگر اِس طرح ہونا ہے اِس طرح کا DC پھر ہمیں نہیں چاہیے میڈم! پھر ہمیں گھروں کو بھیج دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں کے جتنے concerns ہیں Monday والے دن آپ اُسمیں in-camera session ہے، اُس میں تمام پوائنٹس آپ لوگ لیکر آئیں جو بھی concerns ہیں کیونکہ تمام ڈیپارٹمنٹس اُس دن سی ایم صاحب اُن کو bound کریں گے کہ اُنہوں نے اسمبلی میں آنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you so much. جی توجہ دلاؤ نوٹس۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وزیر برائے محکمہ پی ڈی ایم اے کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ گزشتہ سال گوادر میں طوفانی بارشوں کی وجہ سے کئی مکانات منہدم ہو چکے ہیں اور بڑی تعداد میں لوگ متاثر ہو گئے تھے۔ حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ بارش سے متاثرہ خاندانوں کے مالی امداد کی بابت فی گھرانہ 07 لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ لہٰذا حکومت کی جانب سے ضلع گوادر کے طوفانی بارشوں کے کتنے متاثرین کو مالی امداد دی گئی ہے؟ تفصیل فراہم کی جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔ جواب پی ڈی ایم اے کی طرف سے آئے گی۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت وثقافت): مولانا صاحب! سروے کیا گیا تھا اِسکو دو

categories میں تقسیم کیا گیا ہے ایک fully-damaged اور ایک partially damaged۔تو fully-damaged میں جو مکان تھے وہ 20 تھے۔ اور partially-damaged جو ہیں 294۔ اَب ڈی سی صاحب، جو ڈی سی تھے گوادر کے، اُنہوں نے یہ تقسیم کیا تھا۔ fully-damaged کے 10 لوگوں کو 7 لاکھ دیئے تھے۔اور partially-damaged کو بھی 10 لاکھ دیئے تھے، ساڑھے 3 لاکھ روپے۔اَب یہ میرے پاس لسٹ ہے جی، یہ partially-damaged اور fully-damaged کے جو لوگوں کو پیسے ملے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اچھا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ پچھلے فروری کو بارش ہوئی ہے وزیر اعظم صاحب بھی گوادر تشریف لائے۔اور دو دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب آئے۔دس دن کیلئے کہا گیا تھا وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا، وزیر اعلیٰ صاحب دو دفعہ میڈیا کے سامنے کہا کہ اگر دس دنوں میں لوگوں کو پیسے نہیں ملے تو آپ جو احتساب کرنا چاہے کریں۔اب کتنا عرصہ ہوا ہے؟ یعنی ایک سال پورا ہو گیا ہے۔اگر لسٹ بنی ہے، سروے ہوا ہے، سب کے، ایک بات تو یہ ہے کہ آپ اندازہ لگائیں ایک فرد کو، کسی غریب کا گھر گرا ہے، کوئی سرمایہ دار نہیں ہے۔ ہمارا یہ رفتار اِداروں کی، ہم اِن کو بلڈنگ دیتے ہیں، گاڑی دیتے ہیں، تنخواہ دیتے ہیں، فیول دیتے ہیں، اُن افسران کے بچوں کو تعلیم کا خرچہ دیتے ہیں، اور پھر بھی ایک سال لگا۔ یہ پوری بیوروکریسی کی ڈرامہ بازی کیوں ہے؟ وزیر اعظم کے اعلان کی کیا اِخلاقی حیثیت ہے۔وزیر اعلیٰ کے اعلان کی کیا اِخلاقی حیثیت ہے؟ ایک متاثر ہوا ہے۔ بیچارے کا نقصان ہوا ہے۔اُن کو آپ جلدی دے دیں۔انصاف کے بارے میں کہتے ہیں اگر انصاف جتنا late ہوگا اُنہیں انصاف نہیں دے رہے ہیں۔ وہ بیچارہ جس کا گھر گرا ہے، وہ کیا کرے؟ اگر ایک سال گزار جائے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ آیا یہ حکومت اپنی بیوروکریسی کی اپنی رفتار کا نظام دُرست ہے کہ کسی غریب کا گھر گرا ہے۔اَب بھی گوادر میں لوگوں کی چار دیواری پلاسٹک کے ہیں۔ظہور صاحب اور حکومت کو مَیں دعوت دیتا ہوں۔اصغر صاحب ہمیں لے گئے تھے۔اَب بھی چار دیواری اُن کی پلاسٹک کی لگی ہوئی ہے۔ پلاسٹک کی چار دیواری نہیں بن سکتی ہمارا بلوچ معاشرہ ہے۔اُن کے اندر خواتین ہیں اور ہماری غیرت مند بہنیں ہیں۔اُس پر بھی اَب تک صرف بیس لوگوں سے کہا گیا ہے، دس کو ہم نے fully معاوضہ دیا ہے اور دس کو ہم نے half دیا ہے۔مگر 300 کے قریب، صرف بیس کو، یہ پیسے کیا کریں؟ سُود کھا رہے ہیں؟ اگر ڈی سی کے پاس ہیں۔ڈی سی اُس کا کیا کریگا مربہ بنا رہے ہیں، حکومت کے، اگر دینا ہے بھئی ایک مہینہ کافی ہے، دس دن۔ پہلا میرا تو یہ ہے کہ یہ مجھے تشویش ہے کہ ایک سال میڈم اسپیکر! ایک سال گزرنے کے بعد ایک متاثرہ فرد کو ہم تین لاکھ روپے یا سات لاکھ روپے نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ ہماری پوری بیوروکریسی کا نظام کیا فیل نہیں ہے؟

چیف سیکرٹری سے لیکر ڈی سی تک، ان کو اِتنی مراعات ملتی ہیں۔ ان کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ اِن کے بچوں کو اسکول لانے اور لے جانے کیلئے کتنی گاڑیاں ہیں۔ انکو ایک پیناڈول کا پتہ بھی ہم دیتے ہیں۔ اور پھر بھی مجھے ایک سال ایک پیسے کیلئے لگتا ہے۔ یہ کیا ظلم نہیں ہے آپکے بیوروکریسی کا نظام فیل نہیں ہے؟ میری پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پر غور کرنا چاہیے یہ جو فرعون دفتروں میں بنے پھرتے ہیں بڑی بڑی گاڑیاں۔ ہم مراعات نہیں لیتے ہیں منتخب نمائندے؟ جو مراعات بیوروکریسی کے لوگ لیتے ہیں، کتنے اُنکے بہترین گھر ہیں؟ منتخب لوگوں کے بھی گھر دیکھیں۔ کتنی اچھی گاڑیاں ہیں بیوروکریسی کے۔ وزیروں کی گاڑیاں دیکھیں۔ اور چیف سیکرٹری کی گاڑی دیکھیں۔ اِن کی سیکورٹی دیکھیں اور منتخب نمائندوں کو دیکھیں۔ بیوروکریسی کی سیکورٹی دیکھیں۔ میرے ساتھ ایک پولیس والا ہے اور اُن کے ساتھ بیس بیس پولیس والے ہیں۔ اِس کے باوجود بھی ایک سال اُن غریب کو پیسے نہیں ملتے ماشاءاللہ ایسی دس دس گاڑیاں انکے ساتھ ہیں کہ بلوچستان کو یہی چلا رہے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ جو لسٹ ہے اس پر بھی مجھے تحفظات ہیں۔ ہمارا جو ڈپٹی کمشنر ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں میری بات نہیں سُنتا۔ مَیں اِتنا کمزور نہیں ہوں کہ میری بات ڈی سی گوادر نہیں سُنے۔ ڈپٹی کمشنر گوادر کو مَیں دو تین دفعہ کہا کہ جو آپ نے جو لسٹ بنائی ہے۔ یہ لِسٹ پر مجھے تحفظات ہیں کیونکہ میں نے کہا کہ جس نے مجھے ووٹ نہیں دیا اور اِس بنیاد پر اُس کا نام نہیں ہے کہ مولانا کا ووٹر نہیں ہے تو مَیں اُس کو بھی reject کرتا ہوں۔ جس نے مجھے ووٹ نہیں دیا ہے متاثر ہے اُس کا نام ڈالا جائے۔ جس نے مجھے ووٹ دیا ہے اور اگر وہ مستحق نہیں ہے اُس کا نام مت ڈالا جائے۔ اگر وہ مجھے چھوڑ دیتا ہے چھوڑ دے۔ یہ میں نے سختی سے ہدایت کی تھی ڈپٹی کمشنر گوادر کو دو تین دفعہ بتایا کہ اِس بنیاد پر لِسٹ میں نام نہیں ہونا چاہیے کہ مولانا کا ووٹر ہے۔ یا اِس بنیاد پر لِسٹ سے رہ نہیں جائے کہ مولانا کو اس نے ووٹ نہیں دیا ہے۔ اِنصاف کے ساتھ سروے کریں۔ اور اُس کو مَیں نے کہا کہ مسجد کے باہر بھی لِسٹ لگانا چاہتا ہوں۔ ہر مسجد کے باہر یہ لِسٹ بھی لگ جائے، کوئی میرا گریبان بھی نہ پکڑے۔ کہ غیر مستحق، ظلم کی بنیاد پر کوئی نام ہو۔ لیکن اِس میں کوئی پوچھا نہیں کہ جب وزیرِاعلیٰ صاحب آئے۔ دس لوگوں کو چیک دے رہا تھا۔ مَیں نے کہا کہ یہ دس لوگوں کو ڈالا۔ تو ایک گھر تھا امام بخش نامی کا۔ اُس کے چار مکان تھے چاروں منہدم ہو چکے تھے۔ اُس کی چار دیواری، اُس کے گھر پر مَیں کھڑا تھا کہ مَیں نے تصویر ڈی سی کو بھیجی تھی۔ مَیں نے کہا کہ امام بخش کہاں ہے؟ تو گوادر میں سب سے پہلے تو وزیرِاعظم صاحب چیک تو اِمام بخش کو دینا چاہیے تھا وہ کہاں ہے؟ وہ وہاں نہیں تھا۔ تو اِس لئے اِس لِسٹ پر بھی مجھے تحفظات ہیں۔ حکومت کے نمائندے ظہور صاحب موجود ہیں، باقی زرین صاحب تو نمائندگی کرتے ہیں۔ اِس لِسٹ پر بھی اَز سرِنو ڈپٹی کمشنر سے کہا جائے کہ صاف اور شفاف۔ اور یہ 294 چلیں یہ آپ نے کیے ہیں۔ کم ہوں زیادہ ہوں۔ لیکن 294 بھی وہی ہونی چاہیے کہ جو حقیقی مستحق ہونی چاہیے۔ اِس لسٹ پر بھی مجھے تحفظات ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر ٹھیک ہے مولانا صاحب آپ کے آ گئے ہیں۔ جی۔ بس ابھی آپ last بات کریں گے پھر کوئی اِس topic پر بات نہیں کرنی ہے۔ جی آپ کریں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! یہ مولانا صاحب نے بڑی اچھی ایک point یہاں raise کیا ہے اسمبلی میں میرے خیال سے میڈم! پی ڈی ایم اے تو ٹوٹلی فیل ہے۔ پی ڈی ایم اے کا کام بھی رہ گیا راشن تقسیم کرنا، وہیل چیئر تقسیم کرنا ،معذوروں کیلئے موٹر سائیکل تقسیم کرنا جو ویلفیئر کا کام ہے غالباً وہ ابھی کچرہ اُٹھانا جو میٹروپولیٹن کا کام ہے وہ اُن کو سونپ دیا گیا ہے۔ اور پتہ نہیں کتنے کام دیئے ہیں۔ میرے خیال سے پی ڈی ایم اے کا جو flood کے حوالے سے جو اُسکی سرگرمیاں تھیں۔ یا اُس کا جو ایک کام تھا۔ میرے خیال سے وہ اُس سے ہٹ گئی ہے۔ پی ڈی ایم اے ٹوٹل فیل ہے۔ میڈم! جب بھی سیلاب آتا ہے جب بھی بارش ہوتی ہے ایک چارپائی ایک چادر، چار لوٹے ،ایک بدنی اور ایک فلاں اور ایک فلاں یہ اور میڈم اُس کے علاوہ ایک چھوٹا سا پارسل چینی کا، ایک آٹے کا، ایک گھی کا ڈبہ یہ لسٹ بنا کے ڈپٹی کمشنر کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں سے اُس کے پاس مَن پسند لوگ اُسمیں، اسٹور میں پڑا ہوتا ہے کافی عرصہ اور آپ پھر ڈپٹی کمشنر کو ریکوئیسٹ کرتے ہیں، منتیں کرتے ہیں کہ بھئی اسکو دے دیں اُسکو دے دیں اُس کے بعد پھر بڑی مشکل سے پھر اُن کا جو اسٹاف ہے وہ نکالتے ہیں، کچھ تقسیم ہو جاتے ہیں، کچھ مَن پسند افراد کو ملتے ہیں۔ کبھی کس کو ملتے ہیں۔ یہ گوادر کی بات کریں۔ جب وزیراعظم گئے۔ میں آپ سے کہوں مولانا صاحب! یہ compensation جب بارشیں ہوئی ہیں۔ پانی آیا ہے۔ نہ قلعہ عبداللہ کو دی گئی compensation نہ چمن کے لوگوں کو دی گئی، نہ پشین کے لوگوں کو دی گئی ہے، نہ قلعہ سیف اللہ کے لوگوں کو دی گئی ہے یعنی حتیٰ کہ جہاں تک میری نالج میں ہے بہت کم، بہت کم، صرف ایک ریکارڈ کیلئے اگر کہا کہ ہم نے دس لاکھ دیئے، پندرہ لاکھ دیئے، پانچ لاکھ دیئے ہیں میڈم! کسی کو کوئی compensation نہیں ملا۔ حتیٰ کہ میڈم! ہمارے باغات تباہ ہو گئے ،انگور کے باغات تباہ ہو گئے ہیں، سیب کے باغات تباہ ہو گئے ہیں بلکہ پشین میں ایک گاؤں تھا حمید آباد، کم از کم تیس سے پینتیس گھر تھے وہ گھر، اُنہوں نے باقاعدہ ہجرت کی، وہ پورے کا پورا گاؤں سیلاب میں بہہ گیا۔ لیکن پی ڈی ایم اے ٹَس سے مَس نہیں ہو رہا تھا۔ بالکل پی ڈی ایم اے وہ ایک بے لگام گھوڑے کی طرح تھا۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اب پی ڈی ایم اے کا کام کیا رہ گیا ہے؟ ہم پی ڈی ایم اے سے کیا گلہ کریں گے؟ میڈم! پی ڈی ایم اے کو ختم کریں یہ گورنمنٹ پر بوجھ ہے۔ میڈم! جو اِدارہ میں بتاؤں یہاں کیا مصیبت ہے کہ کیا یہاں پیسہ نہیں ہے؟ پیسے بلوچستان میں ہیں۔ اَب اِنہوں نے گوادر کی پبلک کی بات کی ہے۔ یہ سیوریج کی بات کی ہے میڈم! میرے ساتھ فضل قادر صاحب، زابد ریکی صاحب، ہم جتنے بھی پی اے سی کے ممبرز ہیں، ہم لوگ وہاں گئے ہیں۔ میڈم وہ بجا فرما رہے ہیں۔ ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میڈم! مَیں ظہور صاحب کو چیلنج کرتا ہوں۔ اگر گوادر میں اولڈ ٹاؤن میں، اولڈ سٹی میں

یہ ایک گھنٹہ اگر اُس شہر میں کھڑے ہوگئے ۔ اُسی جگہ ہمیں مولانا صاحب نے تین گھنٹے کھڑا کیا ہے ۔ میڈم ! وہاں ایک گھنٹہ بندہ کھڑا نہیں ہوسکتا ہے ۔ دوسری بات ہم پی ڈی ایم اے پر آتے ہیں میڈم ! میری یہ ریکویسٹ ہے گورنمنٹ سے کہ جب ہم کسی پروجیکٹ میں پی ڈی تعینات کرتے ہیں ۔ غلط کرتے ہیں ۔ ہم سسٹم سے ہٹ جاتے ہیں ۔ ایک ڈیپارٹمنٹ موجود ہے ۔ چاہے وہ سی اینڈ ڈبلیو ہو چاہے وہ کوئی بھی ادارہ ہو، اُس کا سیکرٹری، اُس کا ڈپٹی سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری، چیف اور اُس کا ایکسیئن ، پھر انجینئر ، سب انجینئر ، کلرک اور سینئر کلرک ، سب ہوتے ہیں ۔ آپ جب کام سے ہٹ کے پی ڈی لگاتے ہیں یہ constitution کی violation کرتے ہیں ۔ constitution میں کہیں بھی پی ڈی کا ذکر نہیں ہے میڈم ! آپ جب پی ڈی بناتے ہیں وہ خود مختار ہو جاتا ہے ۔ پی ڈی صاحب اور پی اینڈ ڈی یہ وَن ٹو وَن ہو جاتے ہیں ۔ اِدارہ ختم ، ڈیپارٹمنٹ ختم ، لوگ ختم ، پوچھ گچھ ختم ، میڈم ! معاملہ یہ کوئٹہ پروجیکٹ آپ اُٹھائیں کیا حال ہے پی ڈی کا پوچھیں؟ ہمارے ساتھ بخت محمد کاکڑ صاحب تھے ۔ کوئٹہ کے ایم پی اے صاحبان تھے ، ولی نورزئی صاحب تھے ۔ سارے ہمارے ساتھ گئے تھے ۔ ہم نے کوئٹہ کا visit کیا ۔ اربوں روپے کا کوئٹہ میں نہ کوئی انڈر پاس اُسمیں ہے ، نہ کوئی فلائی اُوور ہے ، نہ کوئی سگنل زون فری ہے ۔ میڈم ! اگر ہم نے چیزیں streamline کرنی ہیں ۔ مولانا صاحب پی ڈی ایم اے کے حوالے سے ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ میری تو ریکویسٹ ہے ۔ یہاں ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں تو کہتا ہوں میڈم ! یہ پی ڈی ایم اے ختم ہی کیا جائے ۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کو دیں ۔ flood کا کام ہے ، flood کا کام کریں ۔ نہ کہ راشن تقسیم کریں ، وہیل چیئر تقسیم کریں یا کوئی اور کام کریں ۔ میڈم ! یہ آپ رولنگ دیں ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل ۔

جناب اصغر علی ترین: آپ رولنگ دیں میڈم ! یہ ایم پی اے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو پچھلے دنوں پچھلے سال جو flood آیا تھا اُس flood میں کس ضلع کو کتنے کتنے compensate دیئے گئے؟ کتنے damages وہاں جمع ہوگئے پی ڈی ایم اے میں ، کتنے لوگوں کو آپ نے دیا؟ میڈم ! پورے بلوچستان کا مکمل ریکارڈ منگوائیں ۔ صرف گوادر کا نہ منگوائیں ۔ مَیں آپ کو وثوق سے کہتا سکتا ہوں کہ 5% بھی اِن لوگوں نے پیمنٹ نہیں کی اُن لوگوں کو جو اُنہوں نے اِس flood میں نقصان اُٹھایا ہے میڈم ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آ گیا ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت وثقافت: میڈم ! گزارش رکھوں گا آپ کے سامنے ، کہ یہ لسٹ آپ نے دیکھا ہے یہ جو بنایا ہوا ہے پہلے ڈی سی نے اور اچھا ! اگر آپ مطمئن نہیں ہیں اِس پر تو ہم بیٹھ جاتے ہیں جی ، ظہور صاحب بھی ہیں اور سینئر منسٹرز ہیں ہمارے ساتھ ۔ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ۔ اور اگر اِس لسٹ پر آپ مطمئن نہیں ہیں تو پھر یہ دیکھ لیتے

ہیں کہ کون سا لسٹ بنے جو اگر کوئی شامل نہیں ہیں اسمیں for example، اچھی! بات یہ مَیں کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہمارے بھی اصول same ہیں، کہ جو متاثر ہوا ہے اُسکو فنڈز ملنی چاہیے، چاہے ہمارا ووٹر ہو یا نہ ہو، یہ بڑا اچھا اصول ہے مَیں آپ کو سیکنڈ کرتا ہوں۔ یہ تھوڑا سا ڈبل چیک کرلیں کہ may-be آپ کا لسٹ جو ہے overlap کرلے، کوئی لوگ overlap کرسکتے ہیں پہلی بات۔ دوسری بات اگر آپ مطمئن نہیں ہیں distribution کے ساتھ۔ تو ہم جی بیٹھ جاتے ہیں، مَیں، آپ ظہور صاحب، مَیں ایک دو اور ہیں اور پھر سی ایم صاحب کے سامنے یہ رکھ لیتے ہیں۔ اچھا! in-regards to آپ کہہ رہے ہیں ایک distribution، میں کہوں گا کہ جی پورا بلوچستان متاثر ہے۔ نصیر آباد ڈویژن کو آپ دیکھ لیں کیا حال ہے، ہمارے دوست یار بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے colleagues بیٹھے ہوئے ہیں، ہم کو ابھی تک کوئی فنڈز نہیں ملے ہیں۔ آپ لسبیلہ دیکھ لیں وہ بھی climate hit area ہے۔ ٹھیک ہے آپ نارتھ دیکھ لیں تو ایک یہ پورا بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ ایک علاقے کا مسئلہ ہے۔ اب یہ tackle کرنا ہوگا، with a holiastic and joint policy. دیکھیں۔ یہ پی ڈی ایم اے کی بات کررہے ہیں۔ ٹھیک ہے مَیں پی ڈی ایم اے کا نمائندہ نہیں ہوں۔ میں خالی اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں اگر پی ڈی ایم اے آپ ختم کرلیں گے تو پھر این ڈی اے میں بھی ختم کرلیں right، یہ دونوں they work together. یہ پی ڈی ایم اے جب انہوں نے سروے کیا تھا انہوں نے لکھا تھا تو این ڈی ایم اے نے یہ پیسے ریلیز کئے۔ پھر پی ڈی ایم اے نے further DCs کو آگے دیا تھا۔ اب دیکھیں this is on ground پر جو DCs ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مگسی صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ ٹھیک ہے آگے continue کرنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت وثقافت: اچھا ٹھیک ہے جی بس یہ کہہ رہا تھا کہ ہم اور آپ بیٹھ جاتے ہیں مولانا صاحب اور اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو ہم آپ کو مطمئن کریں گے۔ thank you.۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی. thank you. جی۔ رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر علی حسن زہری صاحب نے آج تا 8رفروری کی نشستوں سے، محترمہ صفیہ بی بی صاحبہ نے آج سے 10 فروری تک کی نشستوں سے جبکہ میر محمد صادق عمرانی صاحب، میر شعیب نوشیروانی صاحب، سردار کوہیار خان ڈومکی صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، میر اسداللہ بلوچ صاحب، انجینئر زمرک خان اچکزی صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، میر ظفر اللہ زہری صاحب اور جناب اشوک کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بخت محمد کاکڑ صاحب! آگے کی طرف ہم نے بڑھنا ہے قراردادوں کے حوالے سے۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): دیکھیں! یہ ہمارا بڑا responsible forum ہے۔ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ اور اس طرح کسی ادارے کو یہ کہنا کہ یہ ادارہ فیل ہے۔اور کسی ادارے نے کوئی کام نہیں کیا ہے۔ پی ڈی ایم اے نے جب بھی کوئی climaty آئی ہے، کوئی disaster آیا ہے تو پی ڈی ایم اے کے ورکرز نے دن رات محنت کی ہے۔ پورا بلوچستان اس کا گواہ ہے کہ پی ڈی ایم اے کی ٹیم کے علاوہ چاہے کوئی سیلاب آیا ہے، کوئی earthquake آئی ہے۔ کیونکہ پی ڈی ایم اے بنی ہی اسی لیے ہے۔ اِس کا بنیادی کام یہی ہے کہ وہ ریسکیو کرے۔اور ریسکیو کے بعد جو ہے وہ ریلیف کا جو سامان ہے وہ پہنچائے۔اور اِس حوالے سے پی ڈی ایم اے جو efficiently، جس efficiency کے ساتھ کام کر رہی ہے، میرے خیال میں انکی سروسز کو سراہنے کی بجائے یہ کہنا کہ پی ڈی ایم اے بالکل فیل ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو ہے cheques timely distribute نہیں کیے، یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے، سروے کرنا۔ کہ آپ نے کس سے سروے کرانا ہے اور اسکے لیے میکنزم کیا ہوگا، فنڈز کہاں سے جنریٹ ہوں گے، کون کون اس کے responsible ہوں گے، یہ پی ڈی ایم اے کی غلطی نہیں ہے کہ اس نے ایک سال میں چیک کیوں تقسیم نہیں کیئے اس لیے وہ جو ہے پی ڈی ایم اے ناکام ہے۔ پی ڈی ایم اے نے، آپ ابھی دیکھیں جب بھی یہ دو، تین سالوں سے برفباری ہوتی ہے کبھی بھی آپ کا روڈ جو ہے وہ بند نہیں ہوا ہے۔ پی ڈی ایم اے کی ٹیمیں efficiently اِن پوائنٹس میں کام کرتی ہیں۔ چاہے دن ہو یا رات ہو۔ آپ کا کوئی بھی ہائی وے جو ہے وہ بند نہیں ہوا ہے۔ یہ ابھی recently جتنے بھی floods آئے ہیں اُن میں 24/7 انہوں نے اپنی سروسز دی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ مجھے کوئی ایسا ڈیپارٹمنٹ بتائیں کہ آپ اِس کو ختم کر کے، اِس کے بعد آپ کے پاس یہ پلان ہے کہ ہم اُس کو دیں گے۔ اِس طرح کے responsible forum اِس طرح sweeping statement، دینا یقیناً اِن ورکرز کی جو جانفشانی کے ساتھ جو دن رات ایک کر کے مشکل حالات میں earthquakes میں، mines میں لوگ پھنسے ہیں، وہ دن رات اُنکے ورکرز کام کر رہے ہیں اور اُنکے پاس ایک well-trained، اگر کوئی شخص کنوئیں میں گر جاتا ہے تو پہلا فون وہ پی ڈی ایم اے کو کرتے ہیں۔ جو اُنکی ذمہ داری ہے۔لیکن وہ اَحسن طریقے سے کر رہے ہیں۔ ہم appreciate کرتے ہیں پی ڈی ایم اے کو۔ البتہ اِس چیز کی گنجائش ضرور ہے جہاں پر کمی اور کمزوری ہے بالکل اُس کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ اُسکے لیے جو ہے مختلف تجاویز آنی چاہیے، اپوزیشن کی طرف سے بھی اور ہماری طرف سے بھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری institutional building بہتر ہوں، ان کی efficiency بہتر ہو۔ ہم اسکی efficiency کو اور بہتر کریں،

capacity building کریں، fully equipped کریں اس ادارے کو۔ اداروں کو ہم نے encourage کرنا ہے۔ اپنے جو وہ لوگ ہیں اُنکو وہ کرنا ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you کاکڑ صاحب! آپ کے points آگئے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! ایک منٹ، ابھی ایک میں صرف میری جو گفتگو ہے شاید وزیر صاحب کو بڑی بری لگ گئی ہے۔ مَیں صرف چند سوالات کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ابھی آگے continue کرنا ہے۔ اب پی ڈی ایم اے پر بہت بات ہوگئی ہے۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! ایک منٹ دیں میڈم! صرف ایک منٹ دیں۔ میڈم! یہ آڈٹ کی بات کرتے ہیں تو مَیں تو ایک مہینے میں آڈٹ کرکے، پی ڈی ایم اے کا ایک مہینے کے اندر اسپیشل آڈٹ کرکے آپ کے سامنے رکھوں گا کہ پی ڈی ایم اے نے کیا کیا، کیا نہیں کیا۔ وہ on the record کروں گا۔ کیا پی ڈی ایم اے کا یہ کام ہے کہ کچرہ اُٹھائیں، یہ کام پی ڈی ایم اے کا ہے؟ مَیں ابھی بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ چلیں ابھی چشمہ میں اِنکا گودام ہے۔ ابھی بھی گودام میں انکے چاول اور چینی سے بھرے ہوں گے۔ اور وہ ناکارہ ہوں گے۔ ابھی کسی کھانے کے قابل نہیں ہوں گے۔ چلیں میرے ساتھ ابھی چلیں، ابھی اِسی فلور میں بڑی بات کررہا ہوں مَیں، چلیں میرے ساتھ۔ کیا پی ڈی ایم اے کا یہی کام ہے کہ وہ وہیل چیئر تقسیم کریں؟ تیس ہزار ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں تیس ہزار۔ کیا PDMA کا یہ کام ہے کہ وہ معذوروں کیلئے موٹرسائیکل تقسیم کریں؟ آپ تو ہٹ گئے پی ڈی ایم اے سے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی یہ آپ کے پوائنٹس آگئے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم پلیز، میڈم! یہ فلور ہے، یہاں پر ایک وزیر صاحب نے بات کی ہے میڈم! مَیں بھی یہاں پر ایک ممبر ہوں۔ جواب دینا مَیں ضروری سمجھتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ اِنہی پوائنٹس کو دوبارہ دوہرا رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! میرے سوالات اِنکے سامنے ہیں۔ مَیں نے یہ کبھی نہیں کہا ہے کہ flood پر اُنہوں نے کام نہیں کیا ہے۔ flood میں کام کیا ہے۔ مَیں نے کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ انہوں نے برف باری میں کام نہیں کیا ہے۔ yes برفباری میں کام کیا ہے۔ لیکن یہ جو آپ نے extra کام ساتھ لگا دئے ہیں اور مجھے یہ بھی آپ بتائیں کہ کتنے پچھلے اور اِس سال میں پی ایس ڈی پی کے علاوہ اُس سے ہٹ کے یا اُس کو ملا کے کہ کتنے ارب روپے آپ نے دیئے پی ڈی ایم

اے کو۔ یہ بھی آپ حساب لگائیں۔ کس ادارے کو کتنا پیسہ ملا ہے یہ بھی لگا دیں۔ اور کتنے لوگ اِس سے مستفید ہوئے ہیں۔ جناب وزیر صاحب!، میڈم صاحبہ! میری request ہے کہ اگر ہم یہاں نشاندہی کرتے ہیں تو خدانخواستہ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم کسی کی تذلیل کر رہے ہیں یا خدانخواستہ کوئی point scoring کر رہے ہیں۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ چیزوں کو اپنی سمت میں درست کریں۔ یہ بہت بڑا ادارہ ہے پی ڈی ایم اے، اِسکی شاخیں ہر ضلع میں ہونی چاہیے جو کہ بدقسمتی سے نہیں ہیں۔ ہر ضلع میں پی ڈی ایم اے کا ایک آفس ہونا چاہیے، ایمرجنسی سامان ہونا چاہیے ناں کہ جب ایمرجنسی ہوتی ہے تو یہاں سے نصیر آباد ڈویژن تک جاتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ راستہ بند ہے، پانی نہیں ہے۔ آپ اربوں روپے پی ڈی ایم اے کو دے رہے ہیں، اربوں کھربوں روپے آپ دے رہے ہیں جناب وزیر صاحب! آپ تھوڑا اسکو streamline کریں لیکن جب انکو extra چیزوں میں ڈالیں گے تو اِن سے اُنکا اپنا کام رہ جائیگا۔ جیسے باقی ادارے، چند ادارے ہیں، برباد ہیں، دربدر ہیں۔ یہ بھی اِس طرح ہوگا پھر یہ کسی کے کام نہیں آئے گا۔ جی.thank you۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): میڈم اسپیکر! اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ابھی میرے خیال میں بخت کاکڑ صاحب بہت بحث ہو چکی ہے اس پر۔ جی۔

وزیر صحت: مَیں نے کہا جو بھی تجاویز آئیں گی۔ مَیں نے یہی بات کہی کہ یہ کہنا کہ پی ڈی ایم اے بالکل فیل ہے، یہ یقیناً ناانصافی ہے۔ ہاں اگر گورنمنٹ کوئی بھی extra کام کسی بھی ادارے کے حوالے کرتی ہے تو وہ اُس ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ کام کریں in the best interest of the City. in the best interest of people and in the best interest of the province.۔ یہ expansion ہو رہی ہے پی ڈی ایم اے کی ڈویژنل لیول پر۔ یہ بڑی اچھی بات کی آپ نے کہی۔ گورنمنٹ expand کر رہی ہے اس کو ڈویژنل لیول پر۔ صوبائی سطح پر آپ کے DCs اسکو دیکھ رہے ہیں۔ تو ہمارے تمام جتنے بھی ادارے ہیں اُن میں بہت زیادہ گنجائش ہے اس چیز کی جن چیزوں کی طرف آپ نے ذکر کیا۔ لیکن اس طرح کہنا۔ مَیں اِس چیز پر پھر ناراض نہیں ہونا کہ آپ ایک ڈیپارٹمنٹ کو یہ کہیں گے کہ بالکل فیل ہے، تو پھر مسئلہ ہوگا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you کاکڑ صاحب۔ غیر سرکاری قرارداد یں۔ سید ظفر علی آغا صاحب۔ جی محترمہ ابھی پی ڈی ایم اے سے متعلق ہے آپ کا؟ جی آپ مختصر کا کہہ کر کے تو پھر آپ ختم کر دیں۔

محترمہ مینا مجید (پارلیمانی سیکرٹری برائے کھیل وامور نوجوانان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ مَیں ایک ایشو آپ کی توجہ میں لانا چاہتی ہوں، ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ پچھلے مہینے میں نے نصیر آباد کا وزٹ کیا تھا میرا

یوتھ فیسٹول تھا وہاں ۔تو نصیر آباد کی Youth سے ملی ۔اُس کے بعد یونیورسٹی گئی ۔لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر واٹر اینڈ میرین سائنسز کی برانچ ہے وہاں ڈیرہ مراد جمالی میں ۔مَیں وہاں گئی یوتھ سے ملی، سٹاف سے ملی تو انہوں نے بتایا کہ پورے ڈویژن میں، آپ کی نصیرآباد ڈویژن میں صرف ایک یونیورسٹی ہے۔تقریباً آٹھ یا نو وہاں ڈسٹرکٹس ہیں۔ایک یونیورسٹی بھی نہیں ہے full-fledge وہ برانچ ہے آپ کی لسبیلہ یونیورسٹی کی ۔وہاں مسئلہ یہ ہے کہ سوائے ڈائریکٹر کے باقی جتنا بھی سٹاف ہے وہ کنٹریکٹ پر ہیں۔اُنکے ساتھ جتنے بھی برانچز تھے بلوچستان میں، باقی یونیورسٹیز کے، کچھ مکران کے تھے، کچھ باقی علاقوں میں یونیورسٹیز کے جو برانچز کھولے گئے وہاں سٹاف کو permanent کیا گیا۔لیکن یہ جو ڈیرہ مراد جمالی میں یہ لسبیلہ یونیورسٹی کی برانچ ہے وہاں سٹاف کا یہ مسئلہ ہے regularisation کا۔تو مَیں اس ایوان کے توسط سے ایجوکیشن منسٹر صاحبہ بھی بیٹھی ہے، یہ مَیں ان کے نوٹس میں لانا چاہونگی کہ اُن کے اس ایشو کو حل کیا جائے۔دوسری میری request یہ ہے کہ وہاں specially female students نے کہا کہ transportation کا ہمیں ایشو ہے پوری یونیورسٹی میں دو بسز ہیں پورے ڈویژن کی وہ یہ یونیورسٹی ہے۔اسپیشلی ہماری بچیوں کیلئے اُنکو مسئلہ ہوتا ہے transportation کا، اُس برانچ کے لئے بسوں کی مَیں request کروں گی، صرف مَیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔.thank you

میڈم اسپیکر: thank you so much.۔منسٹر صاحبہ! ابھی میرے خیال میں اسکو next میں لے لیں گے منسٹر صاحبہ! آگے کی طرف چلیں کیونکہ مجھے کورم کا بھی خیال رکھنا ہے۔جی سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 36 پیش کریں۔لہڑی صاحب! آپ کا پوائنٹ بعد میں لے لیں گے۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): معزز ممبر نے جو نصر آباد کے حوالے سے ایک ایشو اُٹھایا تھا اُس کے بارے میں بات کروں مَیں اسکا جواب دوں اسمبلی فلور پر جو ایک ایشو اُٹھایا تھا اُسوقت سی ایم صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی کہ اس پر بات کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: لہڑی صاحب! یہ آج کے ہمارے اُس ایجنڈے میں شامل نہیں تھا آج جو مینا صاحبہ نے بات کی ہے، اِس کو ہم پھر next کسی نشست میں لے لیں گے۔اِن کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا اسکو بعد میں لینا ہے۔جی سید ظفر علی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: بسم اللہِ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔قرارداد نمبر **36**۔ ہرگاہ کہ ضلع پشین میں منشیات کی بڑھتی ہوئی سمگلنگ کی وجہ سے علاقے میں منشیات میں مبتلا افراد کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔اور اِن منشیات کی وجہ سے معاشرے کے بیشتر نوجوان اِس ناسور میں مبتلا ہو رہے ہیں۔جس کے باعث نہ صرف اِن کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے بلکہ اِن کی زندگی

تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہیں۔ اس کے علاوہ اِن کی وجہ سے پورے صوبے میں وارداتوں، چوری اور ڈکیتیوں میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کا تدارک لازمی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ضلع پشین میں ایک منشیات تدارک سینٹر کے قیام کو یقینی بنائے۔ تاکہ اس میں منشیات میں مبتلا افراد کے تدارک منشیات کی بابت علاج ومعالجہ ہوسکے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 36 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سید ظفر علی آغا: میڈم اسپیکر! یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے جو تقریباً یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں ہر ممبر کا میرے خیال سے اُن کے حلقوں میں ہر جگہ یہی حالات ہونگے۔ مجھے تو اپنے ضلع پشین کا بہت افسوس ہوتا ہے میڈم۔ میڈم اسپیکر! منشیات کا بڑھنا، ہم اُس اکیسویں صدی میں رہتے ہیں۔ یہاں ابھی ہمیں فیکٹریوں پر بات کرنی چاہیے تھی کہ نئی فیکٹریاں لگانی چاہیے۔ ٹیکنالوجی پر بات کرنی چاہیے تھی۔ بدبختانہ مَیں آج اس ایوان میں منشیات پر قرارداد پر بات کرر ہا ہوں۔ ہماری نوجوان نسل یقین جانیں میڈم! مَیں on record یہ بات کرنا چاہتا ہوں آپ سب گواہ ہونگے انشاءاللہ کہ دس سال بعد ہماری ریاست کو، ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں اُن کو یہ بہت بڑا چیلنج لاحق ہوگا۔ پھر یہ لوگ یہ کہیں گے جو ہم لوگ یہ منشیات کاشت کررہے ہیں یہ بھی ایک تجارت ہے۔ آج پورے ضلع میں، ضلع پشین میں چاہے وہ اسفندیار صاحب کی constituency ہو، اصغر ترین صاحب کی constituency ہو یا میری ہو، ہر جگہ کاشت ہو رہی ہے۔ مجھے تو نام بھی نہیں آتے ہیں میڈم اسپیکر! عجیب عجیب ناموں سے اِس کی کاشت ہورہی ہے۔ اور لوگ جوق در جوق جارہے ہیں میڈم اسپیکر تقریباً تین سو میڈم! پھر برا مان لیں گی، مَیں سیکرٹری صاحب اور میڈم راحیلہ درانی صاحبہ کو مَیں داد دیتا ہوں، یہ نہیں کہ اِن لوگوں نے efforts نہیں کیئے ہیں، ہمت نہیں کی ہے۔ پشین میں بہت سے اسکول کھلے ہیں۔ مگر اب بھی اِن لوگوں کے لیے چیلنج بن چکا ہے۔ ایک طرف ہم لوگ اسکول کھول رہے ہیں ایک طرف ہم ایجوکیشن کو promote کررہے ہیں۔ آگے اُس کو لا رہے ہیں، بچوں کو لا رہے ہیں دوسری طرف یہ کاشت ہورہی ہے میڈم اسپیکر۔ یہ بہت بڑا چیلنج بن جائے گا۔ اور یہ مَیں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ فیکٹریاں لگ چکی ہیں۔ منشیات کی فیکٹریاں لگ چکی ہیں اور لوگ اُس میں کام کررہے ہیں اور نشے کے عادی ہوچکے ہیں اسی اسمبلی میں جہاں ہم کھڑے ہیں ایک کلومیٹر کے اندر آپ کا جناح روڈ کے ساتھ ایک نالہ ہے، ابھی ہمارے یہ ممبر ز صاحبان سب چلیں، آپ یقین کریں انجینئرز، ڈاکٹرز اِس طرح کے لوگ وہاں نیچے پائے جائیں گے میڈم۔ یہ بہت alarming situation ہے میڈم! اِس صوبے کے لیے۔ ہم سب نے ایک نہ ایک دن " کل نفسٍ ذائقۃ الموت" ہم نے ایک دن جانا ہے اپنے اللہ

کے پاس ہم نے جواب دینا ہے، مگر اِس طرح کا جو مَیں اب اِس ماحول میں دیکھ رہا ہوں ابھی اِس نالے کے نیچے چلیں میڈم آپ دیکھیں گے بالکل چھوٹے چھوٹے بچے نشے کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ نالہ تو چھوڑیں میڈم اب تو کالجز یونیورسٹیز اور سکولز تک چلی گئی ہے۔ اُس میں میرا بچہ بھی ہوسکتا ہے خدانخواستہ، آپ کا بچہ بھی ہوسکتا ہے، اِس ایوان میں کسی کا بھی بچہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور اگر ہم نے اِس پر stand نہ لیا تو ہم یہ بھول جائیں کہ ہم انجینئرز پیدا کریں گے، ہم space پر جانے کے لیے ایسے بچے تیار کریں گے کہ وہ space جائیں گے، نہیں! آج مَیں ڈیمانڈ کر رہا ہوں پشین میں کہ ایک سینٹر بنایا جائے۔ افسوس کی بات ہے آج مجھے ڈیمانڈ کرنا چاہیے تھا منسٹر ایجوکیشن صاحبہ سے کہ مجھے کالج دیں پشین کے لیے، مجھے یونیورسٹی دیں، بدبختانہ اس کو مَیں کہہ سکتا ہوں کہ آج ہم اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم اُس بچوں کو جو نشے کے عادی ہیں، ایک بچہ اگر ایک گاؤں میں نشے کا عادی ہوتا ہے میڈم اسپیکر! اِسکے معنی یہ ہے کہ آنے والے دس سالوں میں وہ ایک پورا اپنے ساتھ لشکر تیار کر رہا ہے۔ اور اس طرح لشکر تیار کرے گا کہ وہ ہمارے کل کو خدانخواستہ اس ریاست کو بھی چیلنج دے گا۔ ہمارے اداروں کو بھی چیلنج کرے گا کیونکہ جب ایک بندہ ہوش میں نہیں ہوتا ہے تو اُس کو کیا پتہ ہوتا ہے کہ مَیں کہاں جا رہا ہوں۔ میڈم اسپیکر! یہ بہت لازمی قرارداد ہے۔ مجھے پتہ ہے یہ ایوان پاس کرلے گا۔ مگر یہ قرارداد پھر ایک الماری میں پڑی رہے گی۔ اور ہمارے بچے نشے کے عادی بنتے رہیں گے۔ میڈم اسپیکر! آپ رولنگ دیں کہ ایک دن آپ لوگوں نے تو، مَیں کل Monday والے دن آپ لوگ ایک in-camera briefing رکھ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! یہ ایک چیز مَیں آپ کو بتاؤں ایک دن اِسکے لیے بھی رکھیں تاکہ کھل کر اس پر debate ہو۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

سید ظفر علی آغا: میڈم اسپیکر! مَیں اِس پر بولوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: کیونکہ میری یہ قرارداد ہے۔ پشین میں دن دیہاڑے منشیات فروخت ہو رہی ہیں۔ قلعہ عبداللہ، چمن، یوں آپ پشتون بیلٹ سے لیکر جیونی تک آپ جائیں یہ کیا حالات ہیں میڈم! اِس کو کون کنٹرول کرے گا؟ اور ہم کب تک اِس پر قرارداد لاتے رہیں گے میڈم۔ حکومت بلوچستان میں جتنے بھی وزراء ہیں مَیں آج ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ مجھے ایک سینٹر دیں تاکہ اُن بچوں کو وہاں ہم لوگ اُن کو داخل کرواسکیں اُن کا علاج ومعالجہ ہوسکے۔ اور اِس منشیات کی وجہ سے، یہ سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ممبران اِن سب لوگوں کو پتہ ہے کہ ڈکیتی کی واردات، روڈوں پر واردات یہی لوگ کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات آج کہنا چاہتا ہوں میڈم اسپیکر! افغانستان وہ ملک تھا جب ابھی recently اُس نے کہا ''کہ منشیات بند۔ یہاں کوئی کاشتکاری نہیں ہوگی''۔ تو میڈم! افغانستان جیسے ملک نے بھی اِس کاشت کو بند کروایا ہے۔

اور آج اُسکا نزلہ ٹوٹل بلوچستان کے اُوپر گر رہا ہے میڈم۔ اور ایسے لوگ آتے ہیں میڈم جو اِس کے ٹیکنیکل ہوتے ہیں۔ تریاق کاشت کرتے ہیں۔ وہ ٹیکنیکل ہوتے ہیں۔ وہ وہاں گاؤں میں آکر لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ وہ اِن لوگوں کو سکھائیں گے۔ وہ لوگ نشے کے عادی بنیں گے۔ یہ لوگ افغانستان چلے جائیں گے مگر ہمارے پاس یہ ٹرینڈ شدہ لوگ رہ جائیں گے۔ جس کا ہم نے، پھر ہم رونا روئیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: مَیں گزارش کرتا ہوں اِس ایوان سے کہ خدارا اِسکے لیے ایک دن رکھیں، یہ بہت سخت وقت بلوچستان کے اُوپر ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بالکل۔

سید ظفر علی آغا: ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے جو ہمیں یہ چاہیے تھا کہ ہم اُنکو اسکول لے کر جائیں، کالج لے کر جائیں۔ اب تو کالجوں میں بھی یہ بک رہا ہے میڈم اسپیکر۔ یہ ہسٹری بتاتی ہے میڈم! آپ visit کریں

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سید ظفر علی آغا: کسی بھی یونیورسٹی کا visit کریں میڈم۔ میڈم راحیلہ بہت ہی Honest Minister ہیں میڈم یہ کھڑی ہوکر یہ بتائیں کہ اِنکے پاس لازمی messages آتے ہوں گے یا کوئی WhatsApp پر کسی نے کوئی call کی ہوگی کہ اس یونیورسٹی میں، اِس کالج میں یہ چیز بک رہی ہے میڈم۔ یہ یونیورسٹی تک پہنچ گئی ہے، اب گھروں تک پہنچنے کا ہم wait نہ کرسکیں گے۔ لہٰذا اِس کو serious لیا جائے میڈم۔ اِس ایوان سے دَست بدستہ مَیں گزارش کرتا ہوں کہ ایک دن اِس کے اوپر رکھیں۔ thank you۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل انشاءاللہ۔ آپ کا point آگیا جی۔ آیا قرارداد نمبر 36 منظور کی جائے؟

محترمہ راحیلہ حمید درانی (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

وزیر تعلیم: ظفر علی آغا صاحب جس موضوع پر قرارداد لائے ہیں، بیشک یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اور it's not only words یہ میرے خیال میں اِس وقت بلوچستان کا مَیں کہتی ہوں کہ یہ law and order کی اہمیت کا حامل ایک issue ہے۔ آغا صاحب نے جو تصویر پیش کی ہے میڈم اسپیکر! یہ یقیناً ایک alarming ہے بلوچستان کے لوگوں کے لیے۔ اور یہ نہیں ہے کہ یہ اس وقت آج اسمبلی میں discuss ہوا ہے، یہ پہلے بھی اسمبلیوں میں جو پہلے تھیں، اُن میں بھی discuss ہوتا رہا۔ نارکوٹکس کا استعمال جو ہمارے معاشرے میں ہے یقیناً اگر ہم

comparison کریں تو یہ بہت تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ اور اگر کسی قوم کو تباہ کرنا ہے تو اُسکی یوتھ کو اِس لعنت میں مبتلا کر دینا ہی اُس کی تباہی کا موجب بنتا ہے۔ مَیں ذاتی طور پر یہی سمجھتی ہوں، ہماری یوتھ unfortunately اِس لعنت میں بڑی تیزی سے اُن کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اور نہ صرف ہمارے یوتھ میں males ہیں بلکہ اب تو ہماری studies ہیں، ریسرچ ہیں کہنا چاہیے کہ ہمیں سچ کو face کرنا چاہیے۔ اب ہماری females بھی اِسمیں مبتلا ہو رہی ہیں بہت زیادہ۔ تو مَیں سمجھتی ہوں کہ اِس پر norcotics is not my department لیکن یہ چونکہ very much connected with the youths and the students یہ اسٹوڈنٹس بھی ہیں اور اُسکے علاوہ بھی ہیں جو students نہیں بھی ہیں but-youth۔ میرے خیال میں ہمیں اِس پر جیسا کہ آغا صاحب کہہ رہے ہیں اِس پر بہت seriously بیٹھ کر ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے اِسکو کس طرح سے اِسکے issues کے ساتھ اور بھی connected issues ہیں جس کی وجہ سے وہ اس طرف آ رہے ہیں، وہ وجوہات ہیں، اُنہیں دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کن وجوہات کی وجہ سے ہمارے نوجوان اِسمیں مبتلا ہو رہے ہیں تو ہمیں اس کو بڑے seriously address کرنے کی ضرورت ہے۔ جب مجھے یہ چارج ملا ایجوکیشن کا تو آپ یقین کریں آغا صاحب کے knowledge کے لیے، تمام اسمبلی کے لیے، میڈم اسپیکر! آپ کے لیے، مَیں نے سب سے پہلے یونیورسٹی لیول پر چونکہ یہ بڑی ایک complain ہے اور سب ہی جانتے ہیں اور ہم ایک معاشرے میں رہتے ہیں اور ہمیں حقائق سے آنکھیں نہیں چرانی چاہیے۔ مَیں نے norcotics کے جو ہمارے ایک کام کرتی ہیں organization اُنکو بلایا، اُنھوں نے خود بلکہ مجھ سے رابطہ کیا۔ اور مَیں نے تمام وائس چانسلرز کی میٹنگ بلائی اور اُن کو بریفنگ دی۔ اور وہ بریفنگ جو ہے وہ ہماری حقیقت میں مَیں آپ کو بتاؤں رونگٹے کھڑے کر دینے والی بریفنگ تھی کہ جس میں ہم یہ دیکھ کر وہ حقائق اور وہ جو figures ہیں وہ data ہے وہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ کتنی تیزی سے یہ چیز جو ہے سرایت کر چکی ہے اور سرایت کرتی جا رہی ہے۔ اُس کے بعد ہم نے مَیں نے یہ اقدام اُٹھایا کہ تمام یونیورسٹیز اور کالجز میں اُسکے awareness session ہم نے شروع کیئے۔ تمام وائس چانسلرز کو پابند کیا کہ وہ اپنی یونیورسٹیز میں اور تمام پرنسپلز کو کہ وہ اپنے کالجز میں اِس پر سیمینار کریں کہ کس طرح سے کیا ہے۔ اور یہ حقیقت مَیں آپ کو بتاؤں کہ ہم اسمبلی میں تھے یا نہیں تھے، منسٹر تھے، ہیں یا نہیں تھے لیکن آپ یقین کریں as a society member کہ مَیں جب دیکھتی ہوں ہمارے بہت سے ایسے لوگوں سے ایسی ماؤں سے میرا واسطہ پڑا ہے جب وہ آئی ہیں اور وہ آ کر اُنھوں نے مجھے بتایا ہے کہ اُن کے بچے ابھی تک ، میرے گھر میں جو کام کرتی ہیں اُن کے بیٹے ابھی تک جو ہیں وہ کسی سینٹر میں جو ہیں وہ علاج کروا رہے ہیں، علاج کرواتے ہیں، باہر آتے ہیں، پھر اُسمیں involve ہو جاتے ہیں، پھر چلے جاتے ہیں اور age کیا ہے just a

12-years, 14-years,16-years میں تو حیران رہ گئی، شائد اس سے بھی کم کے ہوں گے۔ لیکن جو میرے knowledge میں ہے، وہ یہ ages ہیں۔ تو یقیناً مَیں اپنے اِس چیز کو، آغا صاحب! thank you very much آپ اِس چیز کو لائے ہیں۔ اور حقیقتاً یہ ہے، مَیں نے پہلے کہ law and order کے equal میں اِسکو سمجھتی ہوں، جو مَیں ایجوکیشن منسٹر کی حیثیت سے کہ یہ بہت بڑا چیلنج ہے جو کہ ہماری یوتھ کو درپیش ہے۔ مینا صاحبہ بھی تشریف رکھتی ہیں۔ ہمیں ایسی activites ایسے پروگرامز، ایسی چیزیں کرنی چاہئے کہ جس میں جو ہے ہم اِس لعنت سے چھٹکارہ حاصل کرسکیں۔ لیکن جو main بات ہے کہ کہاں کاشت ہو رہی ہے؟۔ کیسے اِس پورے city میں آ رہی ہیں؟۔ کیسے لوگوں کو اِتنی آسانی سے available ہے؟ کہ میں حیران ہو جاتی ہوں کہ وہ کہتے ہیں ''کہ یہ تو کچھ بات نہیں ہے ابھی ہم جائیں گے اور ہمیں یہ چیز availability ہو جائے گی، available ہو جائے گی''۔ تو اس کی availability کو روکنے کے لیے اِس کو سوسائٹی میں، سوسائٹی کے لوگوں کو اِس سے بچانے کے لیے ہمیں لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اِس پر یقیناً ہمیں بیٹھ کے ایک بڑا ایک strategy بنانے کی ضرورت ہے۔ جب تک کہ ہم اسکو seriously اِس مسئلے کو بھی اُتنا serious نہیں لیں گے جتنا باقیوں کو لیتے ہیں، تو بہت مشکل ہو جائے گی۔ وہ تکلیف تو اُن سے پوچھیں کہ جن کے بچے اِس لعنت میں مبتلا ہیں اور جن کی مائیں خون کے آنسو روتی ہیں، جن کے parents بہت پریشان ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اُس کے علاج کے لیے بھی ہمیں جو ہے اب سینٹرز ہیں لیکن اُسے مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا پورا یقین ہے آغا صاحب! مَیں آپ کے ساتھ ہوں کہ جو میری وَس میں ہے، جو مَیں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے through یا اِس سے بھی ہٹ کے جو ہے as a member of the society ہم کریں گے، پہلے بھی کر رہے تھے جب نہیں بھی تھے اور اب بھی آج بھی کریں گے۔ شکریہ میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you منسٹر صاحبہ۔ Thanks a lot, thank you جی۔

کیا قرارداد نمبر 36 منظور کی جائے؟ منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 36 منظور ہوئی۔ اِسی پر بات کرنی ہے؟ ابھی دو قراردادیں اور بھی ہیں۔ دو قراردادیں اور بھی ابھی ہیں یا تو پھر اُنکو پھر آگے کی طرف رکھ لیں۔ تو پھر جی مولانا صاحب! آگے آپ کی بھی ایک قرارداد موجود ہے۔ پھر نہیں تو پھر اُسکو پھر آگے کی طرف کرلیں گے۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم! اِسی پر پانچ منٹ مہربانی ہو گی آپکی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: عصر کی نماز بھی ہوئی ہے، وہ بھی نماز بھی کسی نے پڑھنی ہے جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: میڈم کچھ ایسی چیزیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں اِس فلور پر لانا چاہتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بس پھر اسکو continue کرتے ہیں آگے پھر اُنکو دو ہم آگے کر دیتے ہیں۔ جی پھر اس طرح سے ہے کہ اِس موضوع کے اُوپر جس نے بات کرنی ہے آپ لوگ ٹائم لے لیں۔ پھر جو next دو جو قرارداد ہیں وہ ہم پھر next session کے لیے رکھ لیں گے۔ ٹھیک ہے جی؟۔ فضل قادر مندوخیل صاحب کی اور ہدایت الرحمٰن صاحب کی۔ یہ پھر ہم next ٹائم پر، ابھی آپ لوگ بیشک بولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: بہت شکریہ میڈم اسپیکر۔ جو ظفر آغا صاحب نے جو points raise کی ہیں بہت اہم ہیں۔ اِس پر اِس طرح بات کرنا چاہوں گا کیونکہ اِس سے صرف ضلع پشین نہیں، ضلع قلعہ عبداللہ نہیں، قلعہ سیف اللہ نہیں، گوادر نہیں، ژوب نہیں، مستونگ نہیں، خضدار نہیں، جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں سب اِسکے لپیٹ میں ہیں اور بہت ہی جلد تیزی سے یہ ہوا آ رہی ہے، سب کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے میڈم! اِس ٹائم بہت زیادہ پشین میں اِسکی کاشت ہوئی ہے، قلعہ عبداللہ میں ہوئی ہے، پشین میں ہوئی ہے، ڈسٹرکٹ لونی میں ہوئی ہے، قلعہ سیف اللہ میں ہوئی ہے جہاں تک مجھے ذاتی طور پر علم ہے۔ میڈم! یہاں پر افغانستان سے بھاگے ہوئے لوگ، فوج کے بھگوڑے، جن کو طالبان نے بھگایا تھا، وہ آئے ہیں افغانی فوج کے بھگوڑے جو جن کو طالبان نے بھگایا تھا وہ پاکستان میں آ کر کچھ جگہوں پر قلعہ عبداللہ میں اور مختلف جگہوں پر اُنہوں نے پناہ لی ہوئی ہیں۔ اُن لوگوں نے اب یہ کام پاکستان کے ہمارے مختلف ضلعوں میں شروع کیا ہوا ہے۔ نوجوانوں اور غریب کسانوں سے وہ اُنکو بہت زیادہ پیسے دیتے ہیں lease پر اُن سے زمینیں اُٹھاتے ہیں۔ اِس پر تریاق، چرس، مختلف قسم کے منشیات اُگا رہے ہیں۔ اور بہت زیادہ پیسہ اِس پر لگا رہے ہیں کیونکہ افغانستان جس میں طالبان کی گورنمنٹ نئی آئی ہے، اُنہوں نے ایک صحیح طریقے سے اِس کو بند کر دیا ہے۔ جو جو بند ہو گیا تو بند ہو گیا ابھی اُسکی کاشت وہاں پر بالکل ban ہے جو بھی اُسکو اُگائے گا، اُسکو پھانسی یا کوڑے لگیں گے۔ تو سب اُٹھ کر یہاں پر آ گئے ہیں اب اِسکا فائدہ اِدھر سے اُٹھا رہے ہیں۔ اور وہاں پر جو اِسکی کاشت کچھ لوگ کرتے تھے اُنہوں نے واپس مدرسے کھول دیے ہیں، اسکول کھول دیے ہیں، جبکہ اُلٹا سارا system ہماری طرف آ رہا ہے۔ اینٹی نارکوٹکس ہے جو بھی ہے ہم اِس فلور کے توسط سے جو بھی ہے جس طرح بھی ہے ہم چاہتے یہی ہیں کہ اِس کو فوری طور پر بند ہونا چاہیے اور جتنے بھی یہ بھگوڑے لوگ باہر ملکوں کے آئے ہوئے ہیں اِدھر سے یہ غلط دھندا استعمال کر رہے ہیں ہمارے سکول کے ہمارے بچوں کے اوپر، ہمارے جوانوں کے لیے، یہ بہت ہی غلط عمل ہے۔ اس کو فوری طور پر بند ہونا چاہیے اس کے لیے serious سے، ہم serious نہیں ہے کسی چیز میں۔ ہم نے کام میں آج تک serious ہوئے ہی نہیں ہے میڈم! صرف باتیں کرتے ہیں۔ لکھنے میں آ جاتا ہے پھر اُس کو صحیح طرح serious اُسکو ہم tackle نہیں کرتے۔ اگر ہم اِن چیزوں کا تھوڑا سا بھی serious tackle کریں بہت زیادہ یہ مسئلے ختم ہو جائیں گے۔ یہی پیسہ

آپ کے دہشتگر دی میں لگ رہا ہے۔یہی پیسہ آپ کے ملک کو توڑنے کے لیے اُن قوتوں کے پاس جارہا ہے۔تو ہمارا اِس فلور کے اِس فلور پر میرا ایک request ہے جلد سے جلد جتنا دہشتگر دی کا topic ہے اسی طرح یہ بھی اُس سے بھی زیادہ اہم ہے۔اس پر عملی اقدامات کئے جائیں،اس کو فوری طور پر بند کیا جائے۔ تا کہ ہمارے نوجوان،ہمارے سکول کے بچے ،ہمارے لوگ اِس سے دُور رہیں اور اِس سے ہماری مکمل جان چھوٹے۔اور ایک اور چیز ہے جو قدرتی پہاڑوں میں اُگتی ہے، 'اومان' نام ہے پشتو میں، مجھے اُردو میں اُس کا نام نہیں آتا۔ وہ مختلف دوائیاں،ادویات میں بھی استعمال ہوتی ہے جبکہ اس کا بھی بہت زیادہ آرہا ہے اُس سے کرسٹل ایک نشہ سمتھ، وہ بنتا ہے۔ اُس کو یہاں پر لوکل فیکٹریاں بنا رہی ہیں۔ اور یہ ہے یہ اُس کی لوکل فیکٹریاں ابھی قلعہ عبداللہ اور پشین میں دونوں جگہوں پر اُس کی لوکل فیکٹریاں شروع ہوگئی ہیں۔اور یہ بہت ہی زیادہ زہریلا نشہ ہے۔اِس سے بہت زیادہ بچے بچیاں سب use کر رہے ہیں۔ یہ ایک تباہی ہے۔جس کو ہم سامنے دیکھ رہے ہیں اپنی آنکھوں کے سامنے تباہی ہے لیکن اُس کو ختم کرنا چاہیے۔جتنا بھی serious حکومت اِس کے اُوپر اقدام اُٹھائے۔جیسے indoor camera آغا صاحب نے ذکر کیا session اور اِس طرح اِس پر بھی ہونا چاہیے تا کہ ہم کچھ گورنمنٹ serious ہوگی اِس طرح اقدام اُٹھائیں گے تو اس کے اُوپر کام ہوگا۔بہت شکریہ آپ نے ٹائم دیا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔جی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی شاید میں جو sergeant کا کام ہے آپ حکم دیتے ہیں کہ sergeant کسی کو باہر نکالو۔ یہ باہر سے اندر آنے کا کوئی قانون ہے؟ sergeant کا؟ یہاں سے تو کسی کو اگر نکالنا چاہیں آپ، کہ یہاں سے نکال کے باہر تو لے جاسکتا ہے، کوئی ایسا sergeant آپ بنائیں کہ وہ باہر سے اندر بھی لے آئیں لوگوں کو۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: وہ ممبروں کی اپنی choice ہے جی.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو یہاں اگر کوئی choice دے کہ نہیں جانا چاہے پھر؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جو اندر آنا چاہتے ہیں وہ خود سے آجائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اگر کسی ممبر کی choice ہے کہ مَیں اسمبلی سے باہر نہیں جاؤں تو آپ sergeant کے ذریعے کیوں لے جاتے ہیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: وہ اندر اسمبلی کے اندر ہم بیٹھے ہیں ناں۔باہر سے، یہ ایک قانون ہے۔اور باہر سے اپنی مرضی پر جو اندر آئے وہ آسکتا ہے، bells بجتی ہیں اُس ٹائم پر اندر کسی نے enter ہوسکتا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں کہہ رہا ہوں ایسا کوئی آئندہ قواعد وانضباط کار میں ترمیم ہونی چاہیے کہ باہر والا

sergeant کا بھی تقرر کرلیں۔ اچھا یہ بھی ہے جو قرارداد ہے ظفر آغا صاحب نے، اُس کی ہم تائید کرتے ہیں۔ ابھی بھی پرسوں میں اِسی پر ہم نے میٹنگ کی تھی ایک ہزار کے قریب بچیاں صرف کوئٹہ میں منشیات میں ملوث ہیں صرف ضلع کوئٹہ۔ تعلیمی اِدارے اُس کے علاوہ ہیں۔ یونیورسٹیز کے علاوہ ہیں۔ منشیات بِک رہا ہے مجھے اِس پر تشویش تو ہے پریشانی ہے مجھے اصل پریشانی ہے میڈم اسپیکر! جو کہتے ہیں قانون کا writ challenge نہیں ہونے دیں گے۔ ریاست مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ ہمارا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ریاست مضبوط طاقتور ہے۔ آیا منشیات فروش طاقتور ہے کہ ریاست؟ بتائیں ناں، منشیات فروش طاقتور ہے یا قانون کے writ کے نعرے لگانے والے؟ بڑے مزے سے کہتے ہیں میڈیا کے ساتھ اکڑ کے کہ قانون کے writ کو چیلنج نہیں ہونے دیں گے جب قانون کے writ کو کرے گا ہاتھ توڑیں گے۔ تو منشیات فروش تو زیادہ طاقتور ہیں۔ یہ کون ہیں منشیات فروش کون ہیں؟ گدھا گاڑی والا ہیں؟ یہ کیلا بیچنے والا ہیں؟ کون ہیں؟ سوال ہے ہم بات کرتے ہیں پر دُنیا کے بڑے دلائل دیتے ہیں ہمیں۔ باہر سے دھمکیاں، ہر جگہ سے دھمکیاں کہ آپ سیدھی بات کیوں کرتے ہیں؟ یہ منشیات فروش کون ہیں؟ یہ منشیات جو نسلوں کو تباہ کرتے ہیں میڈم اسپیکر! یہ کون ہیں؟ تو یہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ابھی کاشت ہو رہا ہے، افغانستان جیسے بتایا بھائیوں نے افغانستان کا تھا ابھی ژوب میں، پشتون area میں، بلوچ area میں کاشت ہو رہا ہے۔ کاشت کہاں ہو رہا ہے؟ کوئی موبائل ہے، جیب میں کاشت ہوتا ہے؟ antinarcotics کے پاس ماشاء اللہ بہترین آپ کو منشیات اُنکے دفتر میں ملے گا۔ جو antinarcotics بنایا ہے کہ narcotics کے خلاف کام کرے گا اور منشیات خود بیچ رہا ہے۔ یہ اِدارے ہم نے بنائے ہیں excise ہے، antinarcoticos ہے فلانی ہے، فلانی ہے، خود پولیس ہے، بہت سارے خود ملوث ہیں۔ اور ہمارے ماشاءاللہ میں کہوں گا پھر بخت بھائی جواب دیں گے۔ اور جواب دینے والے زیادہ نہیں ہیں۔ یہ سب ماشاءاللہ محبّ وطن ہیں منشیات والے۔ جیسے بانیٔ پاکستان کے ساتھ یہ تھے پاکستان بنانے میں۔ جس گاڑی میں۔ اب میڈم اسپیکر! مَیں ایک challenge دیتا ہوں جس گاڑی پر کسی بڑے ہمارے فوجی آفیسر کی تصویر ہو اور پاکستان کا جھنڈا ہو، اُسے اگر چیک پوسٹ میں کوئی نہیں روکے گا اور سو فیصد اُسمیں منشیات ہیں۔ کوئی چیک پوسٹ اُسکو نہیں روکے گا کوئی چیک پوسٹ، کیوں کہ وہاں بابائے قوم کی تصویر گاڑی پر لگا ہوا ہے۔ اور ایک بندوق والے کی تصویر لگا ہوا ہے۔ باقی تو آپ جائیں قرآن مجید بھی گاڑی میں ہے تو روکیں گے۔ اور قرآن مجید کو بھی دیکھیں گے۔ ہمیں روکتے ہیں کہ کہاں سے آرہے ہیں کہاں جارہے ہیں؟ سوال پوچھیں گے۔ تو میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ حق اور سچ کی بات کریں۔ حق اور سچ کی بات یہ ہے بالکل clear ہو کے بتائیں کہ منشیات بیچنے والے کون ہیں؟ اُن کے سرپرست کون ہیں؟ خود تمام کے تمام صحیح ہو جائیں گے بالکل۔ سٹی نالہ تو ہمارے سامنے ہے۔ بلوچستان کے دس لاکھ نوجوان منشیات کرتے ہیں۔ 1 کروڑ 48 لاکھ

ہماری آبادی ہے، دس لاکھ نوجوان منشیات میں ملوث ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں نے گوادر میں ایک میٹنگ کی منشیات پر، DCs اور تمام ہمارے بھائی موجود تھے میں نے کہا کہ آپ منشیات کے خلاف میرے ساتھ تعاون کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ بھئی ہمارا قانون اجازت نہیں دیتا۔ میں نے کہا کہ فلٹریشن پلانٹ لگانا آپ کا کام ہے کیا؟ لیپ ٹاپ تقسیم کرنا آپ کا کام ہے؟ تقریری مقابلہ کرانا آپ کا کام ہے؟ سمندر کے کنارے کچرا اُٹھانا آپ کا کام ہے کیا؟ جب دُنیا کے کام، آپ کے قانون و آئین میں نہیں ہے آپ کررہے ہیں تو منشیات کے خلاف بھی کام کریں۔ جو ہمارے دس لاکھ نوجوان متاثر ہیں۔ میں کوئٹہ پرسوں گیا تھا ایک MBBS ڈاکٹر داخل ہے، حافظِ قرآن داخل ہیں۔ آفیسر ز اٹھارہ اُنیس گریڈ کے آفیسر داخل ہیں سینٹروں میں۔ ایک گھر کے تین بچے ہیں، تینوں بچے داخل ہیں۔ ابوا پنے بچوں کے ساتھ گھروں میں منشیات پیتے ہیں۔ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ریاست کے ہمارے ادارے ملوث ہیں۔ مجھے پتہ ہے ابھی حذف کا کہنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی نہیں ہیں۔ ابھی مَیں دیکھ رہا تھا بہت ساری چیزیں حذف ہیں۔ ہم بات کریں گے تو آپ حذف کرلیں گے۔ شکر ہے اللہ پاک کا ہم خود حذف نہیں ہیں الفاظ کا خیر ہے۔ تو یہ جو منشیات بیچتے ہیں یہ کون ہیں؟ اِس پر کام کرنا ہے میڈم اسپیکر! آپ بتادیں۔ آپ سے میں سوال کرتا ہوں کہ منشیات بیچنے والے زیادہ طاقتور ہیں یا ریاست کے ادارے زیادہ طاقتور ہیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: یہ آپ بتادیں پھر ہمیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں بتادوں گا تو پھر آپ حذف کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بس پھر بعد میں وہ حذف ہوجائے گا۔ آپ بھی بولنا چارہے ہیں اس پر مندوخیل صاحب۔

جناب فضل قادر مندوخیل: میڈم اسپیکر! مَیں بولنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

جناب فضل قادر مندوخیل: اسفندیار صاحب نے بھی کہا، ہدایت الرحمٰن صاحب نے بھی اِس پر بات کی ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں میڈم! یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہمارے کالجوں تک، ہمارے شہر کوئٹہ میں ہزاروں لڑکیاں اسکی عادی ہوگئی ہیں۔ یہ تو ہمارے گاؤں تک پہنچ گئی ہیں۔ گاؤں کی لڑکیوں تک پہنچ گئی ہیں۔ گاؤں میں لڑکیاں بھی نشہ کرتی ہیں۔ ابھی اِس وقت افغانستان میں یہ ڈرگ مافیا ہلمند میں ہوتے تھے۔ طالبان کے آنے سے اُنہوں نے وہاں پابندی لگادی۔ اب یہ سارا ڈرگ مافیا بلوچستان میں شفٹ ہوگئے ہیں۔ خضدار میں بھی سوا یکڑ کی حساب سے ہزاروں ایکڑ کے حساب سے یہ فصل اُگائی ہیں۔ چمن، ژوب، لورالائی، دُکی اُگائی گئی ہیں یہ کوہلو تک گیا ہے۔ ابھی پورے بلوچستان میں یہ ہلمند والے، ڈرگ مافیا والے آئے ہوئے ہیں۔ اگر آج ہم نے اِنکو کنٹرول نہیں کیا، آج تو ہم دہشتگردی کے خلاف لڑرہے ہیں۔ کل کو

ہمیں بھی ان ڈرگ مافیا کے خلاف لڑنا پڑے گا۔ لہٰذا یہ ابھی start ہے ہم چاہتے ہیں کہ ابھی اسکو رکوا دیں اور اس کی مخالفت کریں، لوگوں کو awareness دیں اور گورنمنٹ ایکشن لے، جہاں جہاں فصل ہوئی ہے اُسکو تباہ کردیں۔thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی قرارداد منظور ہوئی، وہ تو ہوگئی جی۔ اب جناب فضل قادر مندوخیل صاحب! آپ کی قرارداد نمبر 37اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ کی قرارداد نمبر 38، وہ next session میں انشاءاللہ، تب تک کیلئے اسکو defer کیا جاتا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 07 فروری 2025ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆